سبز بادل

اخلاق عاطف



مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ
وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمٖ
مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

بے شمار اعلا پایہ کے لوگوں نے حضور کریم ﷺ کے ذکرِ پاک کو بلند کرنے کے لئے جس طرح اپنی زندگیاں، اپنی علمی قوتیں، روحانی لطافتیں، اپنا مال اور اپنے وسائل وقف کیے ہیں اور آپؐ کے عشاق نے نظم ونثر میں انسانیت کو جو پاکیزہ ادب عطا کیا ہے، اس کی نظیر بھی نہیں ملتی۔ آپ کا نامِ پاک لے کر، آپ کا ذکرِ خیر کر کے اور آپؐ کے محاسن سُن کر کروڑوں دِلوں کو جو سرور وفرحت نصیب ہوتی ہے اس کا جواب ہی نہیں۔ (از ضیاء القرآن ص ۶۰۰)

سبز بادل

مجموعہ نعت

اخلاق عاطف

المدینہ دارالاشاعت
یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ 38 اردو بازار لاہور
042-7320682-7312801

زیراہتمام

مجلس میاں محمدؒ۔ ادب اکادمی۔ سرگودھا، لاہور

کتاب .... سبز بادل (مجموعہ نعت)

شاعر .... اخلاق عاطفؔ

سرورق .... المدینہ گرافکس لاہور

آرائش .... اعجاز حجازی لاہور، راشد گرافکس سرگودھا

حروف چینی .... ذوالفقار احسن سرگودھا

اشاعت اول .... یکم ربیع الاوّل ۱۴۲۹ھ 10 مارچ 2008ء

تعداد 1000

ہدیہ .... مجلد 200 روپے ☆ غیر مجلد [redacted] روپے

تقسیم کنندگان

- دارالعلم — دربار مارکیٹ لاہور
- کرماں والا بک شاپ — دربار مارکیٹ لاہور
- نوریہ رضویہ پبلشرز — گنج بخش روڈ لاہور
- مکتبہ تعمیر انسانیت — اردو بازار لاہور
- ضیاء الدین پبلی کیشنز — کھارادر کراچی
- گلیکسی کتاب گھر — کچہری روڈ سرگودھا
- منہاج القرآن سیل پوائنٹ — نزد مسجد حامد علی شاہ سرگودھا

انتساب

دُکھی انسانیت

کے کام آنے والے

درد مند انسانوں

کے نام

☆پروفیسر ڈاکٹر خورشید رضوی

خوبیِ اظہار

فنِ نعت اُمتِ مسلمہ کے امتیازی خصائص میں سے ہے۔ جس تسلسل سے ہر زمانے میں نبی اکرم ﷺ کی نعت کہی گئی اس تسلسل سے دنیا میں آج تک کسی شخصیت کی مداحی نہیں ہوئی۔

چشمِ اقوام یہ نظّارہ ابد تک دیکھے
رفعتِ شانِ رفعنا لکَ ذِکرک دیکھے

نعت کا یہ پُر نور تسلسل حسانؓ و کعبؓ، بوصیری و سعدی و جامی، سے چل کر آج کے شعراء تک جاری ہے۔ غالباً کسی زمانے کا کوئی بھی مسلمان شاعر ایسا نہ ہوگا جس نے نعت میں حصہ لینے کی سعادت حاصل نہ کی ہو۔ اس مبارک تسلسل کی نورانی شمع آج اخلاق عاطفؔ کے سامنے ہے۔

اخلاق عاطفؔ کی شخصیت سوزِ دروں اور سخت کوشی کے امتزاج سے عبارت ہے۔ وہ اپنے مُوقلم سے جو نقش سنوارتا ہے ان کے حُسن سے کہیں زیادہ حُسن اُس کے دل میں پھر بچ رہتا ہے جس کا مزید اظہار وہ اپنے شعر میں کرتا ہے لیکن بالآخر اس اظہار کو بھی اظہارِ نا تمام ہی پاتا ہے۔

زندگی کے المیوں اور سنگین حقائق کی کڑی دھوپ میں چلتے چلتے جب عاطفؔ کا دل اور اس کے پاؤں یکساں طور پر فگار ہو جاتے ہیں تو یکا یک ایک اَبر اُس کے سر پر چھا جاتا ہے، جس کے زندگی بخش سائے میں وہ سفرِ زیست کی ساری کلفتیں بھول جاتا ہے۔ یہ ابر عشقِ رسول ﷺ کے اس جاودانی جذبے سے عبارت ہے جو دُنیا کے دکھوں کی سم آلود فضا میں تریاق کی حیثیت رکھتا ہے۔ اخلاق عاطفؔ اسی ابرِ کرم، اسی تریاق کے حوالے سے نعت کہتا ہے اور اس کی برکت سے کلفتوں کو راحتوں میں تبدیل ہوتے دیکھتا ہے۔

کلفتیں ، بنتی گئی ہیں راحتیں، مت پوچھیے
مدحتِ خیرُ البشرؐ کی برکتیں، مت پوچھیے
بن گئے پتھر نگینے ، کِھل اُٹھے صحرا میں پھول
اسمِ ختم المرسلینؐ کی نکہتیں مت پوچھیے

''لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ ''کا نقش عاطفؔ کے دل ودماغ پر بہت گہرا ہے۔ وہ تہذیبِ حاضر کی چمک دمک کو محض ''وہم وگماں'' تصور کرتا ہے، جس میں حضور ختمی مرتبت ﷺ کی ذاتِ گرامی ''شمعِ یقیں'' کی حیثیت رکھتی ہے۔ زمانہ جب بھی کسی معیار کا جویا ہوتا ہے بالآخر آپ ہی کے نقوشِ قدم تک رسائی پاتا ہے۔

ہاں وہی صحرا نشیں ، شمعِ یقیں بن کر اُٹھا
دہر کو تہذیب جب وہم و گماں تک لے گئی
ڈھونڈنے نکلے زمانے جب کسی معیار کو
جستجو اُن کے نقوشِ جاوداں تک لے گئی

عاطفؔ نے غزل بھی کہی ہے اور نظم بھی لیکن اُس کے دل کی جیسی تشفیؔ نعت گوئی میں ہوتی ہے کسی اور صنفِ سخن میں نہیں ہوتی۔ اس مُبارک راہ پر چلتے ہوئے اُسے زندگی کے گھور اندھیرے میں اُس بے داغ اُجالے کی چمک نظر آتی ہے جو درد کے گہرے سمندر میں ایک جزیرے کی حیثیت رکھتا ہے۔ عاطفؔ کو اپنے جذب ِدروں پر کامل اعتماد ہے اور کیا بعید کہ یہ جذب اُسے کسی دن ایسی سعادتوں سے بہرہ مند کردے جن کی تمنا اہلِ دل کے دل میں مدام چٹکیاں لیتی رہتی ہے۔

عین ممکن ہے بشارت ہو کسی کو خواب میں
نعت عاطفؔ کو امیرِ کارواںؐ تک لے گئی

○○○○○

☆ پروفیسر صاحبزادہ محمد عبدالرسول

ندرتِ خیال

عشق رسول ﷺ اُمتِ مسلمہ کا طرۂ امتیاز رہا ہے۔ اِس معاملہ میں کوئی دوسری قوم مسلمانوں کی ہم سری نہیں کر سکتی۔ اہلِ مغرب جو خود بھی اہلِ کتاب ہیں۔ اس بات پر حیرت زدہ ہیں کہ ایک عام مسلمان بھی آنحضور ﷺ کے نام پر کس قدر خوش دلی سے جان پر کھیل سکتا ہے۔ برصغیر کے برطانوی دورِ حکومت میں جبکہ مسلم قوم انتہائی ادبار کا شکار تھی اور دشمن اسے ہر طرح سے ذلیل وخوار کرنے پر تلے ہوئے تھے مسلمانوں کی اسی جانبازی کے خوف نے دشمنوں کو آنحضور ﷺ کی گستاخی سے باز رکھا۔ اگر کسی نے ایسی جسارت کی تو اسے نشان عبرت بنا دیا گیا۔

یہی عشقِ رسول ﷺ امتِ مسلمہ کی تاریخ میں نعت گوئی کی روایت کا سبب بنا۔ چنانچہ نعت گوئی کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے جتنی خود اُمتِ مسلمہ کی تاریخ۔ یہ روایت خود عہدِ رسالت میں پختہ بنیادوں پر قائم ہو چکی تھی۔ حضرت حسان بن ثابتؓ نے آنحضور ﷺ کی موجودگی میں نعتیں پڑھیں اور تحسین سے سرفراز ہوئے۔ یہ روایت جسے ہم عرب کے قدیم قصائد کا تسلسل کہہ سکتے ہیں۔ حضرت بوصیریؒ کے ہاں نقطۂ کمال کو پہنچی۔ اس کا آغاز تشبیب سے ہوتا تھا اور نظم بالعموم طویل ہوتی تھی۔ فارسی زبان میں نعت کی جداگانہ روایت وجود میں آئی جو نسبتاً مختصر مگر جامعیت کا مظہر تھی۔ شیخ سعدیؒ اور مولانا جامیؒ کو اس روایت کا معروف نمائندہ کہا جا سکتا ہے۔

برصغیر پاک وہند میں فارسی زبان کی یہ روایت نعت گوئی میں مروّج ہوئی۔ تاہم اس میں ہندی اثرات کی آمیزش بھی ہوئی۔ مقامی دیو مالائی اثرات کا نتیجہ تھا کہ نعت میں تمام تر حسنِ ظاہر، زلف ورخسار، سہرا، دلہا، بارات، جھولا وغیرہ کا ذکر عشقِ مجازی کے انداز میں کیا جانے لگا۔ موجودہ دور

میں اس روایت میں دو نئے رجحانات سامنے آتے ہیں، ایک یہ کہ اب نعت گو شعراء نے آنحضورﷺ کی انقلاب آفریں شخصیت اور کارہائے نمایاں کو اُجاگر کرنا شروع کیا اور دوسرا یہ کہ شعراء نے اپنے مجموعہ کلام میں محض ایک دو نعتوں کو بطور تبرک شامل کرنے کے بجائے اسے ایک مستقل صنفِ سخن کے طور پر اپنایا اور مجموعہ کلام صرف نعت کی صورت میں مکمل کر کے شائع کیا۔ بعض شعراء ایسے بھی ہیں جنہوں نے نعت کے علاوہ کسی اور صنفِ سخن کی طرف توجہ ہی نہیں کی۔

جناب اخلاق عاطف اس نئی روایت کے امین ہیں۔ ان کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ انھوں نے نظم کے علاوہ نثر میں بھی آنحضورﷺ کی سیرت پر قلم اٹھایا۔ اردو میں سیرت پر مضامین کا مجموعہ 1983ء میں ''رہبرِ کامل'' کے نام سے شائع کیا اور پنجابی زبان میں ''سیرت دا چانن'' کے نام سے ان کے مجموعہ مضامین نے 2003ء میں شائع ہو کر نا صرف عوام میں مقبولیت کا سہرا باندھا بلکہ مرکزی اور صوبائی حکومتوں سے بھی دادِ تحسین ''سیرت ایوارڈ'' حاصل کیے۔ زیرِ نظر مجموعہ سے پہلے 1992ء میں ان کا اُردو نعتیہ مجموعہ ''قریہ قریہ خوشبو'' کے نام سے شائع ہوا۔ عشقِ رسولﷺ میں اخلاق عاطف کی وارفتگی کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ انھوں نے اِس میدان میں کبھی شاعرانہ رقابت کے احساسات کو اپنے قریب نہیں آنے دیا۔ 1980ء میں شہر سرگودھا کے شعراء کا نعتیہ انتخاب ''گلِ عقیدت'' کے نام سے اور 1985ء میں ضلع سرگودھا کا نعتیہ انتخاب ''جانِ رحمت'' کے نام سے ترتیب دے کر اپنے سکونتی خطہ کی نعتیہ تاریخ، اُسلوب نعت اور نعت گو خواتین و حضرات کے نام کتابی صورت میں محفوظ کرنے کی سعادت حاصل کی۔

اخلاق عاطف نے 1958ء میں وزیر آباد میں جنم لیا، مگر پھر سرگودھا میں مستقل رہائش اختیار کر کے اس شہر کے ادبی حلقوں کو رونق بخشی۔ وہ پیشہ کے اعتبار سے آرٹسٹ ہے اور یوں ذوقِ حسن و جمال اس کے اشعار میں نمایاں ہے۔ اس کے کلام میں الفاظ کا حسنِ انتخاب، جذبات کی فراوانی، ندرتِ خیال اور بندش کی موزونیت کے پیچھے شاید یہی آرٹسٹ کارفرما ہے۔

نعت کی شاعری کسی آورد کی متحمل نہیں ہو سکتی۔ یہ تو جذبات میں ڈوبے ہوئے دل کی آواز ہوتی ہے۔ جذبات سچے ہوں تو ایک حدیثِ مبارک کی رو سے جبریلؑ بھی شاعر کی مدد کو آتے ہیں۔

جذبات کی یہ فراوانی اخلاق عاطف کے ہاں ہر شعر میں ملتی ہے۔

زباں لکنت نہیں کھاتی ، بیاں مبہم نہیں ہوتا
حروفِ نعت چُنتا ہوں تو کوئی غم نہیں ہوتا
چلے آتے ہیں قدموں میں سمٹ کر مرحلے سارے
عقیدت کے سفر میں کوئی پیچ و خم نہیں ہوتا

تجھ کو خالق نے رفعتا کی ہے رفعت بخشی
نطقِ مخلوق سے کیسے ہو احاطہ تیرا

ندرتِ خیال بھی وہ خصوصیت ہے جو شعر کو نثر سے اور ایک شعر کو دوسرے شعر سے جُدا کرتی ہے یہی اچھے شعر کی پہچان بھی ہے۔اس میں تخیل کی بلند پروازی، بندش کا حسن اور الفاظ کے حسنِ انتخاب کی جھلک دیکھی جا سکتی ہے۔

حرا کو اذنِ گویائی ملے تو سب کو بتلائے
کہ اُس نے لطف کیا کیا خلوتِ طاہر سے پایا ہے
ہے خوش بختی کہ ہم ہیں بُت شکن کے اُمتی لیکن
ہے بد بختی کہ رشتہ فکر کا آذر سے ملتا ہے

ایسا بادل کہ مدینے میں برسنا ہے جسے
ایک مدت سے ہے بے تاب مری آنکھوں میں

شاعر کا یہ بھی کمال ہے کہ وہ اپنے اشعار میں کسی بڑے اور اہم واقعہ کو نہایت مختصر مگر موزوں الفاظ میں بیان کر دیتا ہے۔

سینا پہ گیا کوئی ، کوئی چار فلک تک
اے نازشِ قوسین ترِی شان الگ ہے

لب پر نہ عذر لائے ، جانا ہو جس کو جائے
کہہ کر دیئے بجھائے ، اپنوں کی انجمن میں

شاعر نے الفاظ کے انتخاب اور بندش کے حُسن کا ایک اور انداز میں بھی اظہار کیا ہے۔

کئی نعتوں میں ہم وزن الفاظ کو شعروں میں اس طور استعمال کیا ہے کہ ان کے صوتی اثرات سے ترنّم کا احساس کانوں میں رس گھولنے لگتا ہے۔

مرے پھول تھے کہ ببول تھے ، مرے خواب عکسِ فضول تھے
ملیں نکہتیں، کِھلیں رنگتیں ، ہوئیں برکتیں ، ترے نام سے
مری ذات تیرہ و تار تھی ، مری بات موجِ غبار تھی
مری ذات میں، مری بات میں، ہوئیں وسعتیں تیرے نام سے

تری شان اعلا ، ترا بول بالا تری ذات عالی، میں تیرا سوالی
تو شاہکارِ یزداں ، تو معیارِ انساں ، میں نقشِ خیالی میں تیرا سوالی

ہے آپ کی نسبت ناز مرا ، ہے آپ کی نعت اعزاز مرا
کافی ہے مجھے یہ زادِ سفر سرکارِ دو عالمؐ سیدنا

اخلاق عاطف نے نئی متعارف ہونے والی صنفِ سخن ہائیکو کا بھی نعت میں کامیاب تجربہ کیا ہے۔اس کے علاوہ یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ عشق کا تقاضا یہ ہے کہ محبوب کے تمام متعلقین سے بھی محبت ہو۔شاعر کے ہاں اس حقیقت کا اظہار بھی ہوتا ہے۔ چنانچہ اہلِ بیتؓ اور صحابہ کرامؓ کی عقیدت بھی بڑے نادر انداز میں سامنے آتی ہے۔

قابلِ عزّت و تکریم ہیں اصحابؓ ترے
لائقِ فخر و ستائش ہے گھرانا تیرا

صدّیق ہُوا ثانیِ اثنین ترے ساتھ
اے اولِ اثنین تری شان الگ ہے

اس مجموعۂ نعت کی اشاعت کا خیر مقدم کرتے ہوئے شاعر کی اِس دُعا کے ساتھ بات ختم کرتا ہوں۔ یہ دعا قارئین کو مولانا جامیؒ کی مشہور نعت کے مقطع کی یاد دلائے گی۔

آرزو ہے درِ آقاؐ کی زیارت عاطفؔ
یہ شرف پاؤں جو اک بار، دوبارا مانگوں



16۔ریونیو آفیسرز کالونی
فیصل آباد روڈ سرگودھا

☆ڈاکٹر عابد سیال

وارفتگی کا سفر

نوّے کی دہائی کے اوائل میں جب میں نے شعر گوئی میں ہاتھ سیدھے کرنے شروع کیے تو ادبی محافل میں آنا جانا بھی بڑھا۔ سرگودھا کے ادبی حلقے میں نعتیہ مشاعروں کی روایت تواتر سے رہی ہے۔ اُس وقت سرگودھا کے ادبی منظرنامے پر جن شعراء کے ہاں نعت کہنے کا سلسلہ تسلسل کے ساتھ نظر آتا تھا اُن میں سے دو نام بزرگ شعراء کے ہیں جناب رشک ترابی اور جناب صوفی فقیر محمد اور ایک نام اُس وقت کے نوجوان اور آج کے سینئر شاعر جناب اخلاق عاطف کا ہے۔ جناب رشک ترابی جس ادبی ماحول کے تربیت یافتہ تھے وہ مشاعرے کا ماحول تھا جس میں قدرتِ کلام کے اظہار کے لیے طولِ کلام، بھاری بھرکم الفاظ، تراکیب کو شعر میں پانی کر دینا، خطابیہ انداز اختیار کرنا، لوازمِ شعری میں شامل تھے، جسے انھوں نے بڑی خوبی سے نبھایا۔ صوفی فقیر محمد اپنی علمیت اور اردو، فارسی، ہندی، عربی کلاسیکی ادب سے گہری واقفیت کی بنا پر ان زبانوں میں نعت گوئی کی اعلیٰ روایت کا پختہ شعور رکھتے تھے، لہٰذا ان کے اندازِ نعت گوئی میں اس روایت کی جھلک ملتی ہے۔ رشک ترابی نے جس اندازِ شعر گوئی کو اختیار کیا خود ان کی شاعری کے دورِ آخر تک آتے آتے معاصر شاعری کا مزاج بدل چکا تھا۔ مقبول شعراء کا حلقہ اثر عموماً مشاعرے کے سامعین اور اُس مخصوص ماحول تک ہی رہتا ہے اور جیسے ہی وقت اور ماحول بدلتا ہے تو اس مقبولیت کی چکا چوند بھی ماند پڑ جاتی ہے۔ صوفی فقیر محمد کی نعت میں جذبے کی وارفتگی اور شوق کی فراوانی موجود ہے، اُن کی نعتیں دل کو چھوتی ہیں نیز وہ نعت گوئی کی بنیادی رمزیں بھی سمجھتے تھے لیکن اپنی شاعری کے بارے میں صوفی صاحب کا رویہ درویشی اور بے نیازی کا تھا۔ انھوں نے عمر بھر اپنے کلام کو ادبی جرائد میں چھپوانے، اسے یکجا کرنے یا کتابی صورت

میں مرتب کرنے کی کوشش تو کجا خواہش بھی نہیں کی، ان کا واحد مجموعہ کلام جوان کی نعتوں کے ساتھ ساتھ نعت کے آداب سے متعلق چند نثری شذرات پر مشتمل ہے 'آدابِ نعت' کے نام سے ان کی وفات سے چند برس پہلے چھپا، جس کی اشاعت میں خود ان سے زیادہ کوشش ان کے خیر خواہوں اور مداحوں کی تھی میرے خیال میں انہی وجوہات کی بنا پر سرگودھا سے تعلق رکھنے والے ان دو بہت اچھے شعراء کا نعتیہ کلام سرگودھا کے علمی ادبی دائرے سے باہر نکل کر بڑے ادبی مراکز تک کم پہنچا۔

اخلاق عاطف نے اپنے شعری سفر میں دیگر اصناف کے ساتھ ساتھ نعت گوئی سے نا صرف مسلسل رابطہ استوار رکھا بلکہ ان کا کلام ملک کے معتبر ادبی جرائد میں باقاعدگی سے چھپتا بھی رہا۔اس کے علاوہ 'جانِ رحمت' کے نام سے ان کا مرتب کردہ ضلع سرگودھا کے شعراء کا نعتیہ کلام اور 'قریہ قریہ خوشبو' کے نام سے ان کی طبع زاد نعتوں کے مجموعے بھی منظرِ عام پر آئے۔وارفتگی اور وابستگی کے اس طویل سفر کا ثمر یہ ہے کہ ان کا کلام اور نام ملک کے اہم ادبی مراکز تک پہنچا اور انھیں نعت گوئی کے حوالے سے ایک پہچان ملی یہاں تک کہ انھیں ملک بھر کے نعتیہ مشاعروں اور قومی سیرت کانفرنسوں میں متعدد بار سرگودھا کی نمائندگی کا اعزاز حاصل ہوا اور اب وہ ملکی سطح پر اہم نعت گو شاعر کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں۔حال ہی میں ان کے فکروفن پر نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز اسلام آباد کی ایک طالبہ نے ایم اے کی سطح کا تحقیقی مقالہ بھی قلم بند کیا ہے۔

اخلاق عاطف نے نعت کے مضامین نکالنے میں جدّت اور تازگی کی مثالیں فراہم کی ہیں۔نعت گوئی کی ایک روایت کا تعلق کلاسیکی غزل کے مزاج سے جاملتا ہے جس میں نبی کریم ﷺ کی ذاتِ گرامی کی تعریف وتوصیف اور اپنے جذب وشوق کے بیان میں غزل کی روایت کے تتبع میں غزل کے محبوب، عاشقِ زار، ہجر وفراق، دردوغم وغیرہ سے مماثل تصورات اور کیفیات کی ترجمانی کی گئی ہے، جبکہ جدید دور خصوصاً بیسویں صدی کے آخر میں نعت کا ایسا انداز سامنے آیا ہے جس میں نبی کریم ﷺ کی ذاتِ مقدس کو ظلم وجبر اور استحصالی قوتوں کے مقابلے میں عالمِ انسانیت کے نجات دہندہ اور خدا اور کائنات کے سامنے بنی نوعِ انسان کی نمائندگی کے شرف کے متعلق مضامین کی طرف خاص طور

پر توجہ دی گئی ہے۔اس رجحان کے نتیجے میں نبی کریم ﷺ کی سیرت و کردار اور اسوۂ حسنہ کے مختلف پہلوؤں کو اس طور اجاگر کرنے کی کوششیں ملتی ہیں جو عملی زندگی میں معاشرے کی تعمیر و تشکیل میں ہدایت و رہنمائی کا سرچشمہ ہیں۔ اخلاق عاطف کے زیرِ نظر مجموعے 'سبز بادل' میں ان دونوں میلانات کی مثالیں ملتی ہیں۔ انھوں نے والیِ دو جہاں ﷺ سے اپنے عشق و محبت کا اظہار بھی کیا ہے، روزِ محشر شافعِ محشر ﷺ کی شفاعت کے طلب گار بھی ہوئے ہیں اور انھوں نے سیرتِ طیبہ کی ان جہات سے اپنے اشعار کو منور کیا ہے جن کا تعلق آج کے پُر آشوب دور میں انسانیت کی فلاح سے ہے۔

مجھ کو قسمت نے کیا جب سے حوالے تیرے
رہنمائی مری کرتے ہیں اُجالے تیرے

آپؐ کے ایثار و صبر و ضبط سے پا کر چلا
مجھ کو عسرت میں بھی حاصل بے کراں ثروت رہی

پیامِ دانشِ نبویؐ ، نشانِ حکمتِ نبویؐ
کبھی خندق سے ملتا ہے، کبھی خیبر سے ملتا ہے

معراجِ مصطفیٰؐ تو ہے معراجِ زندگی
کیسے میں اس سفر کو بس اک واقعہ کہوں
تسخیرِ کائنات کے عقدہ کشا کو میں
تخلیقِ کائنات کی وجہِ بجا کہوں

اخلاق عاطف لفظی نزاکتوں اور شعری لطافتوں سے آشنا ہیں، ان کا جذبہ و احساس، ہنر مندی اور سلیقے سے شعر کے پیکر میں ڈھلتا ہے تو بہجت اور تاثیر اس کی نمایاں خصوصیات قرار پاتی ہیں۔ بحروں کے زیر و بم کو پہچانتے ہوئے انھوں نے اپنے اشعار میں الفاظ کا در و بست ایسا رکھا ہے کہ ان کے اکثر مصرعے خوشگوار صوتی تاثر پیدا کرتے ہیں یوں اس مجموعے میں شامل نعتیں لفظی اور معنوی دونوں حوالوں سے اعلا ادبی اقدار کی حامل ہیں۔

مرے پھول تھے کہ ببول تھے، مرے خواب عکسِ فضول تھے
ملیں نکہتیں ، کھلیں رنگتیں ، ہوئی برکتیں ترے نام سے
نہ جمال تھا ، نہ کمال تھا ، مرے دل میں خوفِ زوال تھا
پہ مرے نصیب پہ اک جہاں کو ہیں حیرتیں ، ترے نام سے

سبزۂ شوق پہ ہے سبز عنایت پیہم
ہر طرف منظرِ شاداب مری آنکھوں میں

پیہم رہے خیال میں وہ رُوئے دلنشیں
پیہم رہے نگاہ میں رونق لگی ہوئی

خدا کی عظمتیں تو ماورا ہیں فکرِ انساں سے
مگر ان کا نشاں اُس دل نشیں پیکر سے پایا ہے

اس مجموعے کا دوسرا قابلِ توجہ پہلو ہائیکو کی ہیئت میں کہی گئی نعتیں ہیں۔ ہائیکو اردو ادب میں ایسی شعری صنف ہے جس نے نوعمری کے باوصف اپنی جگہ بنالی ہے۔اس لیے اِدھر اُدھر اس کی بازگشت کبھی تیز کبھی مدھم سنائی دیتی رہتی ہے۔ اخلاق عاطفؔ نے یہ ہائیکو پانچ سات پانچ کے معروف آہنگ میں لکھے ہیں جو میری رائے میں ہائیکو کا سب سے بہتر آہنگ ہے۔ ہائیکو کے مخصوص مزاج اور دیگر فنی متقضیات کی بحث کا یہ محل نہیں، اس لیے اس کو ایک طرف رکھتے ہوئے دھیان اخلاق عاطف کے ان ہائیکو کی اس خوبی کی طرف جاتا ہے جو کسی بھی شعری تخلیق کا سب سے بڑا امتیاز ہے یعنی تاثیر۔ یہ ہائیکو شاعر کی عقیدت اور وارفتگی کے اظہار کے ساتھ ساتھ شاعری کے جمالیاتی تقاضوں کو بھی بخوبی پورا کرتے ہیں۔

محفل جھوم گئی
اُن کے ذکر پہ فطرت بھی
خود کو چوم گئی

کیا حجت کیا حیل
رحمت خود ہی ہوتی ہے
اپنی آپ دلیل

زخموں سے ہلکان
طائف، تجھے دعا دینا
پیغمبر کی شان

صاف ترا پیغام
عمر سفر کو لکھ دینا
خیر عمل کے نام

اخلاق عاطف کا نقطہ نظر اس بارے میں بھی بہت واضح ہے کہ حضور اکرم ﷺ سے عشق ومحبت کا زبانی کلامی دعواہی کافی نہیں بلکہ عشقِ رسول ﷺ کی صحیح روح اُن کے احکامات کا اتباع اور اُن کے اسوۂ حسنہ کی پیروی ہے۔ وہ نعت کہنے کے عمل کو بھی اُس وقت تک مکمل نہیں سمجھتے جب تک انسان کے افعال واعمال اور سیرت وکردار میں سیرتِ نبوی ﷺ کی جھلک نظر نہ آئے۔ اخلاق عاطف خود بھی اس حوالے سے ایک باعمل انسان کے طور زندگی کرنے کے متمنی ہیں اور اُن کی نعت گوئی میں جابجا اس بات کا اظہار موجود ہے جیسا کہ ''.......تو نعت ہو '' کے عنوان سے اس مجموعے میں شامل نعت خاص طور پر ان جذبات کی ترجمانی کرتی ہے۔ چند اشعار دیکھیے:

یوں انجمن عمل کی سجاؤں، تو نعت ہو
غم دوسروں کے ہنس کے بٹاؤں، تو نعت ہو

بکھرے ہوؤں کو ایک بناؤں ، تو نعت ہو
بھولے ہوؤں کو راہ دکھاؤں ، تو نعت ہو

درپیش مشکلات ہوں خاہ کس قدر مگر
کرلوں جو عہد اُس کو نبھاؤں ، تو نعت ہو

ہوں اُن کی پیروی میں ہی قول و عمل مرے
یوں سنتِ حضورؐ نبھاؤں تو نعت ہو

اہلِ جہاں کے نقد و نظر سے نہ ڈر سکوں
اُسوہ ترا مثال بناؤں ، تو نعت ہو

حمد اور خلفائے راشدینؓ و شہدائے کربلاؓ کے مناقب پر مشتمل چند تخلیقات بھی ''سبز بادل'' کا حصہ ہیں جو انہی خصوصیات سے متصف ہیں جن کا تذکرہ مندرجہ بالا سطور میں کیا گیا۔ مجھے امید ہے کہ جناب اخلاق عاطف کا یہ مجموعہ جہاں پاک ہستیوں سے عقیدت و محبت رکھنے والے قارئین کے لیے سرور و انبساط کا سامان ہوگا وہاں محبانِ نعت کے ادبی و جمالیاتی ذوق کی تسکین و تشفی کا بھی باعث ہوگا۔



شعبہ اردو نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگوئجز
ایچ نائن اسلام آباد

☆ اخلاق عاطِف

عجز و اعتراف

الحمدللہ ! میرا دوسرا مجموعۂ نعت آپ کے سامنے ہے۔ گذشتہ پینتیس برسوں کے ادبی سفر میں سیرت و نعت کے حوالے سے یہ میری چھٹی کاوش، جب کہ مجموعی ادبی اعتبار سے نویں کتاب ہے ۔ ''قریہ قریہ خوشبو'' اور ''سبز بادل'' کے مابین سولہ برس کا طویل فاصلہ اس امر کا خوشگوار غماز ہے کہ دیگر تخلیقی و تحقیقی ادبی مصروفیات کے باوجود میرا سفرِ نعت گوئی جاری رہا ہے۔ یہ بجا کہ نعت ایک صنفِ سخن ہے لیکن نعت گوئی وہ افتخار ہے جو کسی بھی زمانے کے مسلمان شعراء میں سے چنیدہ ہی کو حاصل ہوا اور یہ سچائی بھی اپنی جگہ مسلّمہ ہے کہ کئی ایک غیر مسلم شعراء بھی اس سعادت سے بہرہ مند ہوئے۔

توحیدِ خداوندی پر غیر متزلزل ایمان رکھتے ہوئے میرا تجربہ ہے کہ مایوسیوں اور دُکھوں میں گھرا ہوا انسان جب نبی کریم ﷺ کے وسیلے سے رحمتِ خداوندی کا طلب گار رہتا ہے تو مایوسی اور دُکھ کو امید و راحت میں بدلتے دیر نہیں لگتی۔ کریمیِ ربّ العالمین کے بعد یہ نبی کریم ﷺ کی چشمِ رحمت کا اعجاز ہے کہ میری کشتیِ زیست، حالات کے بھنور سے بارہا بخیر و عافیت کنارے لگتی رہی۔

''سبز بادل'' میں بابِ نعت کے علاوہ بابِ حمد اور بابِ منقبت بھی شامل ہے۔ مناقب آپؐ کی رفیق و عزیز ان محبوب ہستیوں کی نذر ہیں، جنھوں نے دینِ حق کی ترویج و ارتقاء اور بقا کے لیے آپؐ کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کرتے ہوئے جہد و جہد کی بے نظیر مثالیں پیش کیں۔ مطالعۂ سیرت میری سعادت، نعت گوئی میری عقیدت اور شاعری میری محبت ہے۔ ان کے طفیل مجھ ایسے بے علم و بے ہنر کو ادبی پہچان کے ساتھ ساتھ، علمی و ادبی حلقوں کی جانب سے تحسین و پذیرائی بھی حاصل ہوئی ہے۔

عزت مآب ڈاکٹر خورشید رضوی، پروفیسر صاحبزادہ عبدالرسول اور ڈاکٹر عابد سیال نے

”سبز بادل“ کے لیے اپنے زریں خیالات کا اظہار کیا ہے اور مسودے ... وین سے مجموعے کی اشاعت تک کے مختلف مراحل میں، علامہ رب نواز حجازی، ڈاکٹر آصف راز، شاکر کنڈان، شفیق آصف، پروفیسر طارق حبیب، صابر سودائی، شیخ پرویز منظور وہرہ، ذوالفقار علی شاہد، اعجاز حجازی، اور ذوالفقار احسن کی مخلصانہ مشاورت مجھے حاصل رہی ہے، ان تمام مہربان احباب کے لیے میں سراپا سپاس ہوں۔

اسمائے معرفہ کے تقدس اور تشخص کے پیش نظر ان کے عربی املا کی موجودگی کے باوجود، اِس مجموعۂ نعت، کے املاء کو آپ، مروّج اردو املا سے ذرا کچھ مختلف پائیں گے۔اس ضمن میں خاص طور پر کہنا چاہتا ہوں کہ خوش نویسی اور مُوقلمی خطاطی، میرا ذریعہ معاش رہی ہے، کئی مختلف المعانی الفاظ کو ایک جیسا لکھتے ہوئے مجھے اکثر یہ خیال ستاتا تھا کہ ان میں سے ایک لفظ کا املا بہر حال غلط ہے۔ جیسا کہ کوئی گیت گائے ..... یا... دودھ دینے والی گائے، وہ چلا جائے .... یا... اُس کی جائے پیدائش۔اس کے علاوہ پہلے حرف پر زبر اور زیر کے فرق کے باوجود گئے یا لئے کی یکساں املا بھی الجھن کا باعث بنتی رہی۔ اِسی طرح اعلیٰ اور ادنیٰ کو اردو میں سیدھے سبھاؤ..... اعلا اور ادنا.... کیوں کر نہیں لکھا جاسکتا۔ جب کہ 19 ویں صدی عیسوی کے اواخر اور 20 ویں صدی کے ابتدائی برسوں میں لکھے جانے والے ایسے کئی قلمی مخطوطوں اور کتب میں یہ املائی مثالیں موجود ہیں۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ تقسیمِ ہند سے چند برس پیشتر انجمن ترقیِ اُردو نے بھی اردو املا کی درستی کے لیے نا صرف کئی اہم تجاویز پیش کی تھیں، بل کہ اپنے ترجمان رسالہ اُردو میں انہیں روبہ املا لانے کا آغاز بھی کیا تھا۔ پاک وہند کے کئی ایک اہلِ علم لسانی ماہرین، اُردو کی صحتِ املا کے حوالے سے مختلف ادوار میں خاصا وقیع کام کر چکے ہیں، جسے بنیاد بنا کر رشید حسن خاں نے کئی برسوں کی تحقیق و ریاضت کے بعد ”اردو املا“ کے عنوان سے مبسوط و ضخیم مقالا لکھا، ڈاکٹر رشید حسن خاں (جن کا 2007ء میں انتقال ہوا) کی اِس کاوش کو بھارت سرکار دومرتبہ کتابی صورت میں شائع کرواچکی ہے۔ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کی وساطت سے گذشتہ سال مجلسِ ترقیِ ادب لاہور کو بھی کتاب 'اردو املا' کی اشاعت کا افتخار حاصل ہوا ہے۔ یوں تو دُنیا کی کسی بھی زبان کو لہجے یا املا کے اعتبار سے سو فیصد مکمل (Perfect) قرار نہیں دیا جا سکتا، مگر اردو کے بارے میں تو اس کے عظیم ترین شاعر نے بھی برملا یہ اعتراف کیا تھا:

”گیسوے اردو ابھی منت پذیرِ شانہ ہے“ اِس اعتراف کے ایک ڈیڑھ صدی کے بعد نئی املائی تجاویز کی صورت میں اردو املا کو دیگر زبانوں کی املائی بے ساکھیوں سے بے نیاز ہونے اور نئے دور کے تقاضوں (کمپیوٹر کمپوزنگ میں بہتری اور انٹرنیٹ کی سہولت) سے ہم آہنگ ہونے کا موقع میسر آیا ہے تو (پاک و ہند کے تمام) محبانِ اردو کا فرض ہے کہ اردو کے اپنے املا کو عام کر کے اردو کی شناخت کو استحکام دینے میں اپنا مثبت کردار ادا کریں۔ اس نعتیہ مجموعے کے املا سے میں اس کارِ خیر کا آغاز کر رہا ہوں، یہ میری یا کسی دوسرے کی انا کا معاملہ نہیں اُردو کی صحتِ املا کا سوال ہے۔ مختلف رائے رکھنے والے علمی ادبی حلقوں اور اُردو کے لسانی ماہرین سے ملتمس ہوں کہ وہ میری اِس کوشش کو اردو زبان و ادب کے ایک طالب علم کی اجتہادی کوشش کے طور پر دیکھیں۔

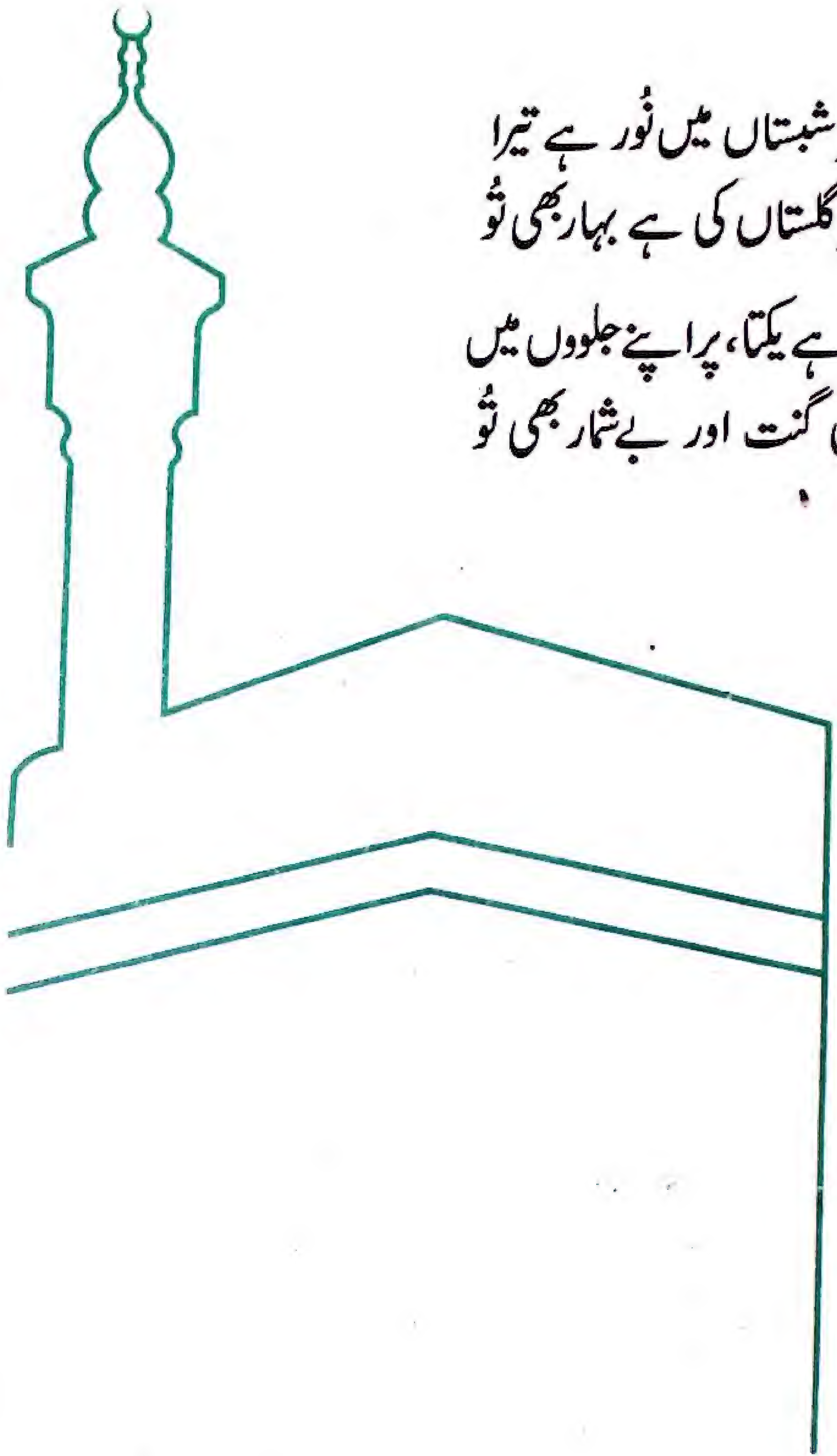
نعت کے حوالے سے اپنی بے بضاعتی کا اعتراف کرتے ہوئے میں نے ہمیشہ کہا ہے کہ تحسینِ شان و مقامِ مصطفا ﷺ کے ضمن میں کیا میری نعت، کیا میں اور کیا میری اوقات؟ یہ تو کریمِ رَبّ العالمین اور نبی کریم کی چشمِ عنایت ہے کہ نعت کے وسیلے سے مجھے، حسانؓ بن ثابت سے لے کر دورِ حاضر کے منفرد و ممتاز نعت نگاروں کی قطار کے سب سے آخر میں جگہ ملنے کی سعادت حاصل ہے۔

لفظ کتنے ہی جامع، جذبے کتنے ہی سچے اور عقیدت کتنی ہی لازوال کیوں نہ ہو، نبی کریم ﷺ کی نعت کا حق ادا کیا ہی نہیں جا سکتا۔ پھر بھی اظہارِ عشق و عقیدت میں کہے جانے والے میرے یہ نامکمل الفاظ، ناتمام اشعار، سُوت کی اُس اَٹی کے سے ہیں جسے لے کر ایک بے کس بُڑھیا یوسف کے خریداروں میں شامل ہوئی تھی۔ سفرِ زیست کی باونویں منزل پر پہنچ کر حسابِ سود و زیاں کرتا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ یہ نعتیہ کاوشیں ہی میری سب سے بڑی کمائی ہے۔ اپنی اِس خوش بختی پر نہایت عاجزی کے ساتھ میں کہہ سکتا ہوں:

ہم کہاں ایسے ہنر مند تھے لیکن عاطفؔ
اُن کی نعتوں سے ہمارا بھی نصیبا چمکا

○○○○○ 6 نیو کوٹ فرید سرگودھا

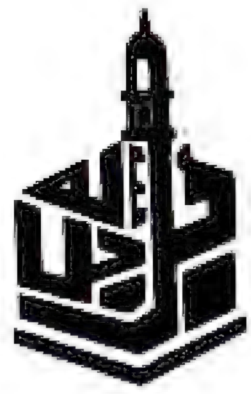
11130



ہر شبستاں میں نُور ہے تیرا
ہر گلستاں کی ہے بہار بھی تُو

تُو ہے یکتا، پر اپنے جلووں میں
ان گنت اور بے شمار بھی تُو

بابِ حمد



اے مرِے مالک ، مرے خالق ،مرے پروردگار
گیسوے ہستی ہے تیرے حرفِ کُن سے تاب دار

بحرو بر تیرے احاطے میں حبابِ بے نشاں
تیری قدرت تیری وسعت ، بے حساب و بے کنار

تُو ہی مصدر لفظ کا ، تُو ہی معانی کا ضمیر
صوت کے ہر زیر و بم پر بھی تجھی کو اختیار

وہ تنفس کا تسلسل ہو کہ ہو موجِ نسیم
ہر گھڑی ہر آن ہے تیرے لیے ہی بے قرار

ہے ثریا کی بلندی تیری عظمت کا نشاں
ہے ثرا کی آخری حد بھی ، تری ہی شاہکار

آستاں در آستاں تیرے کرم کے سلسلے
داستاں در داستاں ہے تیرا ذکرِ ذی وقار

اپنے غافل سے بھی تُو غافل کبھی رہتا نہیں
اپنے طالب پر بھی رہتا ہے مسلسل آشکار

عاطِفؔ ایسے عاصیوں کی آس ہے تیرا کرم
میرے عصیاں اَن گنت ہیں، تیری رحمت بے شمار





آتا ہے جب زباں پہ ترا نام ، اے خدا
بنتے ہیں سارے بگڑے ہوئے کام ، اے خدا

صبحیں ترے ہی نور سے ہوتی ہیں ضَوفشاں
مہکے ترے ہی ذکر سے ہر شام ، اے خدا

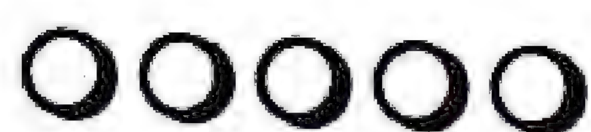
پڑھتا ہوں جب کلام ترا غور وفکر سے
ہوتے ہیں دُور سب مرے ابہام ، اے خدا

حرص و ہوا سے جب بھی قدم ڈگمگائے ہیں
مجھ کو ترے کرم نے لیا تھام ، اے خدا

ہو جس کی دھڑکنوں میں ترا ذکر موجزن
اس دل میں کیوں مقیم ہوں آلام ، اے خدا

پیشِ نظر رہے ترے محبوبؐ کا چلن
پیشِ عمل رہے ترا پیغام ، اے خدا

اُس راستے پہ چلنے کی توفیق دے ہمیں
جس راستے پہ ہیں ترے انعام ، اے خدا





مالکِ علم و اختیار بھی تُو
بزمِ ہستی کا اعتبار بھی تُو

تُو ہے یکتا ، پر اپنے جلووں میں
اَن گنت اور بے شمار بھی تُو

سوچ سکتا نہ تھا یہ پیکرِ خاک
فِکر بھی ، فِکر کا نکھار بھی تُو

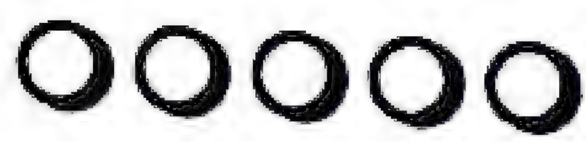
ہر شبستاں میں نُور ہے تیرا
ہر گلستاں کی ہے بہار بھی تُو

تجھ کو زیبا ہے شانِ رزّاقی
بادشاہ تُو ہے ، مال دار بھی تُو

پردۂ آسماں میں تو پنہاں
ذرّے ذرّے سے آشکار بھی تُو

مجھ کو آنکھوں پہ اختیار نہیں
میرے اشکوں کا اعتبار بھی تُو

بحرِ غم میں حزیں ہو کیوں عاطفؔ
آر بھی تو ہے اور پار بھی تُو





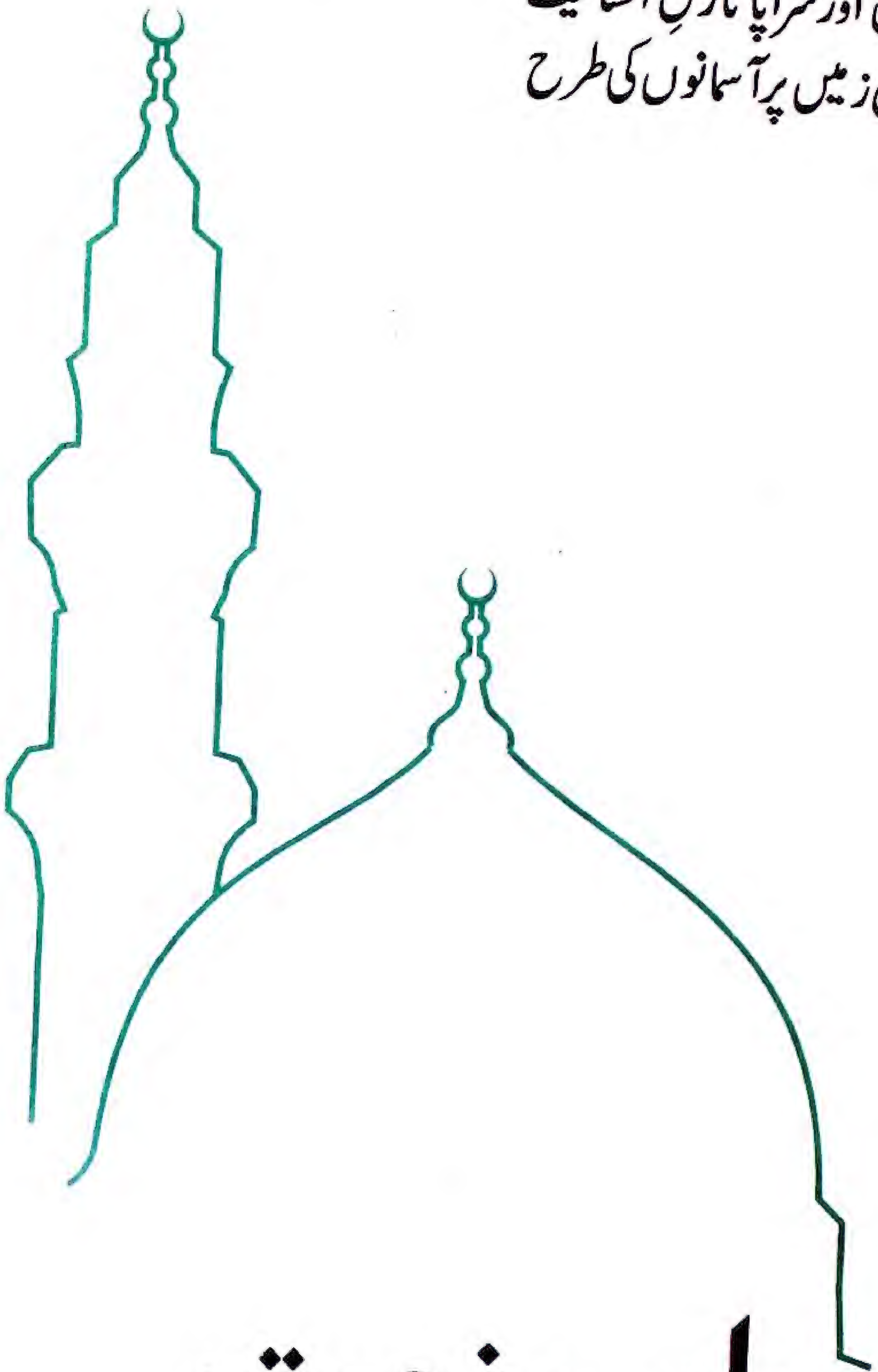
اے خداوند و خالقِ اکبر　　کون ہے تیری ذات سے بڑھ کر؟
تُو ہی اعلا ہے تُو ہی بالا ہے　　تجھ سے بہتر؟ نہیں کوئی بہتر
آرزوؤں کا ہے تُو ہی مرکز　　جستجوؤں کا ہے تُو ہی محور
لفظ دمکیں ترے تصوّر میں　　سوچ لہکے تری ثنا لکھ کر
تیرے ہی رنگ و نور سے چھکیں　　ورنہ کیا ہیں یہ خاک کے پیکر
خوشبوئیں تیرے اسم سے پھوٹیں　　پھول مہکیں' تری عطا پا کر
گنگنائیں ہوائیں گیت ترے　　ابر' تیری گواہی دے جُھک کر
تیرے محتاج ہیں، سبھی داتا　　ہیں گداگر ترے، سبھی افسر
واسطہ کالی کملی والےؐ کا　　راحتوں کی بہار دے گھر گھر
بہہ بھی جاتا ہے بارگہ میں تری　　مدّعا میرا، اشک بن بن کر

میرے عصیاں معاف کر مولا
تُو ہے رحمان' میں ہوں بندہ بشر



دھوپ جب جلنے لگی نامہربانوں کی طرح
چھا گیا وہ سبز بادل سائبانوں کی طرح

ایک انساں اور سراپا نازشِ انسانیت
مہرباں اہلِ زمیں پر آسمانوں کی طرح



بابِ نعت



زباں لکنت نہیں کھاتی ، بیاں مبہم نہیں ہوتا
حروفِ نعت چُنتا ہوں ، تو کوئی غم نہیں ہوتا

چلے آتے ہیں قدموں میں سمٹ کر مرحلے سارے
عقیدت کے سفر میں کوئی پیچ و خم ، نہیں ہوتا

رواں ہے روزِ اوّل سے عطا و لطف کا دریا
مسلسل فیض ہے اور ایک قطرہ کم نہیں ہوتا

مدّبر ، فلسفہ داں ، صاحبِ اُسلوب ، اور ایسا
کہ جس کی گفتگو میں کوئی ضعف و زم نہیں ہوتا

بھلا شمس و قمر تمثیل اُس کی ہوں ، تو کیسے ہوں
اُجالا نور کا جس کے ، کبھی مدھم نہیں ہوتا

میں خود تردید ہوں ایسے سبھی کوتاہ فہموں کی
جو کہتے ہیں کرم کا سلسلہ پیہم نہیں ہوتا

اِسی باعث تو پٹتے جا رہے ہیں، سب محاذوں پر
ہمارے ہاتھ میں اب آپؐ کا پرچم نہیں ہوتا

قلم زد کر دیا کرتا ہوں میں وہ لفظ ہی عاطِفؔ
جو اُن کی نعت میں شامل بہ چشمِ نم نہیں ہوتا





نکہت و نور کا سیلاب ، مری آنکھوں میں
بس گئے گنبد و محراب ، مری آنکھوں میں

سبزۂ شوق پہ ہے سبز عنایت پیہم
ہر طرف منظرِ شاداب ، مری آنکھوں میں

بھا گئی ہے وہ چٹائی ، وہ کھجوروں کی زمیں
کیا جچے قریۂ کم خواب ، مری آنکھوں میں

کیا ضروری ہے قرینہ ہی کہیں گے اس کو
ہے عقیدت ڈھلا مضراب ، مری آنکھوں میں

ایسا بادل کہ مدینے میں برسنا ہے جسے
ایک مدت سے ہے بے تاب ، مری آنکھوں میں

جب سے ہے پیشِ نظر اُسوۂ عالی اُن کا
آ بسا گوہرِ نایاب ، مری آنکھوں میں

پھر بھی ہے اُن کی شفاعت پہ بھروسا ، عاطفؔ
گو شفاعت کے ہیں اسباب ، مری آنکھوں میں





مجھ کو قسمت نے کیا جب سے حوالے تیرے
رہنمائی مری کرتے ہیں اُجالے تیرے

میں کسی اور کی دریوزہ گری سے ہوں بری
شکر صد شکر ، میسّر ہیں نوالے تیرے

کشتیِ شوق کو طوفانِ بلا خیز میں بھی
ڈگمگانے ہی نہیں دیتے سنبھالے تیرے

سب کو ملتا ہے وسیلہ تیرا ، صدقہ تیرا
سب خزانے کیے قدرت نے حوالے تیرے

سرِ افلاک چمکتے ہیں ستارے بن کر
راہِ حق میں جو پڑے پاؤں میں چھالے تیرے

تُو کہ ہے جانِ جہاں، شانِ جہاں ، حُسنِ جہاں
رب کو محبوب ہُوا کرتے ہیں 'کالے' تیرے

تیری سرکار میں دشمن نے بھی پائی ہے اماں
ساری دُنیا سے ہیں دستور نرالے تیرے

کاش ، عاطفؔ بھی اُنہی میں ہو سرِ حشر کہ جب
ہوں معیّت میں تری چاہنے والے تیرے





کاش چشمِ حسرت میں، اُن کا سبز خواب اُترے
جیسے ظلمتِ شب میں نورِ آفتاب اُترے

چشمۂ حقیقت کا فیض عام جاری ہے
گو ، مسیلمہ ایسے سینکڑوں سراب اُترے

اُن کے پرتوِ رُخ سے نور و نکہتِ آفاق
عرش پر سجے تارے ، فرش پر گلاب اُترے

آ نہیں سکی لغزش اُن کے پائے ہمت میں
کتنے ہی سِتم ٹوٹے ، کتنے ہی عتاب اُترے

ختم ہو گیا اُن پر سلسلہ رسالت کا
اُن پہ ہو گئے اکمل ، جتنے بھی نصاب اُترے

پھر فرنگ زادوں سے روشنی نہیں لیتا
جب کسی کے آنگن میں مدنی ماہتاب اُترے

اُن کی شان کے آگے ہر دماغ عاجز ہے
کیا کوئی سوال اُبھرے ، کیا کوئی جواب اُترے

ہم نے بھی لیا اکثر اُن کے نام کا صدقہ
مشکلوں کے زینے سے ہم بھی کامیاب اُترے

یوں اُترتے ہیں عاطفؔ مجھ پہ شعر نعتوں کے
جس طرح چٹانوں پر شبنمی سحاب اُترے





ہم زمیں والوں کو اوجِ آسماں تک لے گئی
رحمتوں کی آس اُن کے آستاں تک لے گئی

بے اماں جب بھی ہُوے ہیں لوگ راہِ زیست میں
خوبیِ قسمت اُسی دارالاماں تک لے گئی

جب کبھی بھٹکے ہیں راہِ شوق میں اہلِ طلب
خواہشِ حق ، اُن کے قدموں کے نشاں تک لے گئی

دشتِ ظلمت میں لرزتے ، پیکرِ امید کو
حسرتِ شفقت ، سراپا مہرباں تک لے گئی

ہاں وہی صحرا نشیں ، شمعِ یقیں بن کر اُٹھا
دہر کو تہذیب جب وہم و گماں تک لے گئی

اُن سے پہلے تو زمیں کے دائرے میں قید تھی
فکرِ انساں کو وہ ہستی کہکشاں تک لے گئی

ڈھونڈنے نکلے زمانے جب کسی معیار کو
جستجو ، اُن کے نقوشِ جاوداں تک لے گئی

عین ممکن ہے بشارت ہو کسی کو خواب میں
نعت، عاطف کو امیرِ کارواں تک لے گئی





تری شان اعلا ، ترا بول بالا، تری ذات عالی، میں تیرا سوالی
تُو شہکارِ یزداں ، تُو معیارِ انساں ، میں نقشِ خیالی، میں تیرا سوالی

خدا کی خدائی ، جہاں کی کمائی ، سراسر بھلائی ، ترِی رونمائی
تُو ہے کنزِ رحمت ، سراپا عنایت ، میں دامان خالی ، میں تیرا سوالی

عمل کے قرینے ، وفا کے خزینے ، تیرے نقشِ پا ہیں ، فروزاں نگینے
تری لو مثالی ، تری چھب نرالی ، مری سوچ کالی ، میں تیرا سوالی

ترے وصف کیا ہیں، خدا کی رضا ہیں، عطا ہی عطا ہیں، شفا ہی شفا ہیں
مرے پاس آ ہیں ، مرے دوش پر ہے ، مری خستہ حالی ، میں تیرا سوالی

گُہر بن صدف ہوں، بھنور کا ہدف ہوں، ٹھکانے سے اپنے، ہُوا بر طرف ہوں
مُجھ ایسوں کی کشتی، اگر ڈگمگائی، تجھی نے سنبھالی، میں تیرا سوالی

یہاں ہیں وہاں ہیں، توہّم گماں ہیں، نہ دے کچھ سُجھائی، وہ تاریکیاں ہیں
رخِ والضحیٰ کی، جھلک اِک مثالی، کرن اِک کمالی، میں تیرا سوالی

ہے تسلیم مجھ کو، سفاہت نے میری، مجھے یوں بگاڑا، ہے بالکل اجاڑا
وہ چشمِ لطافت، ہو مجھ پر بھی جس سے، ہو میری بحالی، میں تیرا سوالی

نہ جانے میں کب سے، گماں رہگزر پر، جُھلستا ہوں تنہا، ثمر سے تہی ہوں
مجھے سیر فرما، تُو اے ابرِ ایقاں، سجا ڈالی ڈالی، میں تیرا سوالی





تری آرزو میں کرن کرن ، تری جستجو میں سحاب ہے
ترا تذکرہ بھی ہے بندگی ، ترا چاہنا بھی ثواب ہے

تری بارگاہ میں مٹ گئے ، سبھی اُونچ نیچ کے سلسلے
تُو اخوتوں کا نقیب ہے ، تُو مروّتوں کا نصاب ہے

میں مثال تیری کہوں کسے ؟ میں جواب تیرا کہوں کسے ؟
کوئی ہے جو تیری مثال ہے؟ کوئی ہے جو تیرا جواب ہے؟

تری یاد جب سے سما گئی ، مرا دل حریمِ خدا ہوا
ترا دھیان جب سے بسا یہاں ، مرا ذہن قصرِ گلاب ہے

کرے کون یاں تری ہمسری ، تجھے کائنات پہ برتری
جو کیا نظامِ حیات ہے ، جو کہا وہ ثبتِ کتاب ہے

میں خطا ہوں میرا بھرم ہے تُو ، میں خزاں ہوں ابرِ کرم ہے تُو
میں حقیر ہوں میں فقیر ہوں ، تری ذات عالی جناب ہے



نعتیہ ہائیکو



میری کیا اوقات
آپؐ کی مدحت کرتی ہے
ساری کائنات

وہم ہُوے سب ماند
اُبھرا اوٹ سے کعبے کی
وہ بطحا کا چاند

حق سچ کی خوشبو
رب کی مرضی کا حاصل
آقاؐ! تُو ہی تُو

زُلف تری والّیل
اس کے ذکر سے مٹتی ہے
کج فہمی کی مَیل

نُور ظہور ترا
روشنیوں کا منبع ہے
رُخِ پُر نور ترا

محفل جھوم گئی
اُن کے ذکر پہ فطرت بھی
خود کو چوم گئی

آقاؐ کی تصدیق
گوروں کالوں کے مابین
ختم ہوئی تفریق

حیرت کی تفسیر
اپنے قول عمل میں ہیں
آپؐ نئی تقدیر

زخموں سے ہلکان
طائف! تجھے دُعا دینا
پیغمبر کی شان

کیا حُجت، کیا حیل
رحمت خود ہی ہوتی ہے
اپنی آپ دلیل

صاف ترا پیغام
عمر سفر کو لِکھ دینا
خیر عمل کے نام

عظمت کا مینار
انسانی تاریخ دِکھا؟
اور کوئی کردار

کیا ماضی، کیا حال
ناممکن، آئندہ بھی
آقاؐ ! تری مثال

میں، اور ذوقِ نعت
آپ خدا نے بخشی ہے
مجھ کو یہ سوغات

قسمت جاگ اٹھی
جس کے بھی جذبوں کا ہو
محرمِ رازِ نبیؐ

نئے نرالے لاگ
ہجرت شب میں جاگے تھے
ثور کے سوئے بھاگ

پھول ثمر میں ہوں
آقاؐ کا ہے خاص کرم
اُن کی نظر میں ہوں

عفو کرم ایثار
آقاؐ نے یہ بتلائے
رفعت کے اسرار

جیون کا عنوان
وقت نزع بھی کام آئے
آپ کا ہر فرمان

پارس پَت بلوان
جیسے خاکی پیکر میں
دھرتی پر بھگوان

کارنہ ہو بے کار
میری سوچ بنا مولا
خوشبوؤں کا ہار

باتیں اور فضول
بگڑی بن جائے، جو ہو
میری عرض قبول

نعت کہوں شہکار
کاش ، مری آنکھیں دیکھیں
آقا کا دربار

یہ حسرت، یہ خواب
عاطِفؔ دیکھوں جی بھر کے
منبر اور محراب





گھور اندھیرے میں وہ بے داغ اُجالا چمکا
کم نصیبوں کے نصیبوں کا ستارا چمکا

سہمے لوگوں نے تسلّی کا سندیسہ پایا
درد کے گہرے سمندر میں جزیرہ چمکا

تشنگی باعثِ آزار نہ ہونے پائی
زیست صحرا میں ہر اِک گام وہ دریا چمکا

کشتیِ جاں مری گرداب میں آئی جب بھی
اُن ہی کی چشمِ عنایت سے کنارا چمکا

اُن کی آمد سے ہوئی چاک اندھیرے کی قبا
سورج اُبھرا تو ہر اِک ذرۂ صحرا چمکا

جھوٹ نگری میں وہ سچ بولا کہ جیسے شب بھر
اُفقِ تیرہ پہ مہتاب اکیلا چمکا

رنگ اور نور نے پائی ہے جہاں سے خیرات
ہاں اُسی دَر سے مرا فِکر بھی نکھرا ، چمکا

ہم کہاں ایسے ہُنرمند تھے لیکن عاطِفؔ
اُن کی نعتوں سے ہمارا بھی نصیبا چمکا





وفا وفا ترا پیکر ، کرم کرم تری ذات
ہے سر بلند و سرفراز و محتشم ، تری ذات

ریاضِ خلد کی بے حد طویل راہوں پر
لیے کھڑی ہے اُجالے قدم قدم ، تری ذات

رُخِ حیات میں جس نے بھرے ہیں رنگ نئے
وہ کامیاب وہ نایاب مُو قلم ، تری ذات

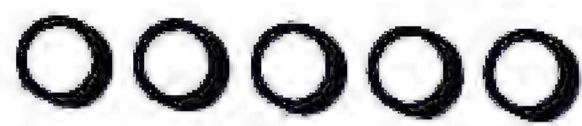
تری عطا نہیں مخصوص ایک خطے تک
عرب عرب تری خوشبو ، عجم عجم تری ذات

ہے قدسیوں میں بھی تیرے شکوہ کا چرچا
ہے خاکیوں کو بھی ہر شے سے محترم، تری ذات

سب انبیاؑ کی امامت ثبوت ہے اِس کا
سب انبیاؑ کے لیے لوحِ مختتم ، تری ذات

گماں گماں مری سوچیں ، یقیں یقیں تو ہے
خطا خطا میں سراسر ، بھرم بھرم تری ذات

رہے نہ تنہا کبھی طالبانِ راہِ خدا
قدم قدم رہی عاطِف ، بہم بہم تری ذات





آتی ہیں وسعتیں بھی سمٹ کر ، ترے حضور
جھکتے ہیں کوہساروں کے بھی سر ، ترے حضور

قائم ہے کائنات کا محور ، ترے طفیل
گردش کناں ہیں سب مہ و اختر ، ترے حضور

تیری عطا کا اِس سے بڑا کیا ثبوت ہو
ہوتے ہیں بادشاہ ، گداگر ترے حضور

اِک بُوند سے زیادہ کا رکھتے نہیں مقام
لطف و کرم کے سارے سمندر ، ترے حضور

سیکھا ہے سینکڑوں نے سلیقہ ، ترے طفیل
سنورے ہیں سینکڑوں کے مقدر ، ترے حضور

تیری نگاہِ فیض سے یکساں ہیں فیض یاب
برتر ہے کوئی اور نہ کم تر ، ترے حضور

کل بھی تری ہی ذات سے تھی لو لگی ہوئی
پھیلی ہوئی ہے آج بھی ، چادر ترے حضور

اے کاش ! وہ دن آئے کہے حالِ دل تمام
عاطِفؔ گناہ گار بھی رو کر ، ترے حضور





کوئی سورج نہ کوئی چاند ستارا مانگوں
میں فقط گنبدِ خضرا کا نظارا مانگوں

بے نواؤں کی نوا سے ہے مِری عرض نوا
بے سہاروں کے سہارے سے سہارا مانگوں

کم نصیبوں کے نصیبے سے نصیبا چاہوں
کم گزاروں کے گزارے سے گزارا مانگوں

کشتیِ شوق کا پتوار ترے ہاتھ میں ہے
ناخداؤں سے بھلا کیسے کنارا مانگوں

حشر میں پیش ہو جب دفترِ اعمال مرا
اُس گھڑی آپ کی رحمت کا اشارا مانگوں

آرزو ہے درِ آقاؐ کی زیارت عاطِفؔ
یہ شرف پاؤں جو اِک بار ، دوبارا مانگوں





روش روش ہیں گلاب اُس کے ، نگر نگر ہیں سحاب اُس کے
ہمیشہ روشن ہے اُس کا سورج ، ہمیشہ زندہ ہیں خواب اُس کے

صداقتیں ہیں پیام اُس کا ، رفاقتیں ہیں کلام اُس کا
عنایتیں ہیں نظام اُس کا ، معافیاں ہیں عتاب اُس کے

ازل میں اُس کی صباحتیں ہیں ، ابد میں اُس کی لطافتیں ہیں
عظیم اُس کی ثقافتیں ہیں ، اٹل رہے ہیں نصاب اُس کے

سبھی سے اچھے خصال اُس کے ، سبھی سے بہتر کمال اُس کے
سبھی سے عمدہ سوال اُس کے ، سبھی سے اعلا جواب اُس کے

تمام ٹھہرا نزول اُس پر ، مدام ٹھہرا قبول اُس پر
سلام ٹھہرا اصول اُس پر ، کہ تذکرے ہیں ثواب اُس کے

جو اور عاطفؔ کہانیاں ہیں ، فضول سی لن ترانیاں ہیں
سپھل سپھل اقتدار اُسؐ کا ، امر امر انقلاب اُسؐ کے





خدا کے مظہرِ رحمت ، سخی ، سرورؐ سے ملتا ہے
زمانے کو جو ملتا ہے ، اُنہی کے در سے ملتا ہے

حقیقی. بندگی خلقِ خدا کی خیر خواہی ہے
سبق یہ اُسوۂ عالی کے ہر منظر سے ملتا ہے

بہت نازاں ہوں میں ، اک ذرۂ ناچیز ہو کر بھی
کہ میرا سلسلہ ، اُس دلنشیں گوہر سے ملتا ہے

کسی خوشبو کو نسبت ہے کہاں ، اُن کے پسینے سے
کہاں رُوئے قمر ، اُن کے رخِ انور سے ملتا ہے

بیاں میں آ نہیں سکتا ، لکھا بھی جا نہیں سکتا
کچھ ایسا لطف ، ذکرِ ساقیِ کوثر سے ملتا ہے

صداقت کا ، امانت کا ، شجاعت کا ، شہادت کا
ہر اک اُسلوب اُن کی ذات ، اُن کے گھر سے ملتا ہے

بجز ، وہم و گماں کیا ہیں فسانے بادشاہوں کے
تیقّن صرف اُن کی سیرتِ اطہر سے ملتا ہے

پیامِ دانشِ نبویؐ ، نشانِ حکمتِ نبویؐ
کبھی خندق سے ملتا ہے ، کبھی خیبر سے ملتا ہے

قمر دو ٹکڑے ہو کر جھک گیا اُن کی سلامی کو
ثبوتِ صدق اُن کا ، بولتے کنکر سے ملتا ہے

ہے خوش بختی کہ ہم ہیں بُت شکن کے اُمتی ، لیکن
ہے بد بختی کہ رشتہ فکر کا آزر سے ملتا ہے

ہراساں جب بھی کرتا ہے تصوّر حشر کا عاطِفؔ
سکوں مجھ کو خیالِ شافعِ محشر سے ملتا ہے





اے زیست کے سُکھ چین ، تری شان الگ ہے
اے رحمتِ دارین ، تری شان الگ ہے

ہیں راہِ ہدایت پہ کئی نقشِ نبوّت
اے سرورِ کونین ، تری شان الگ ہے

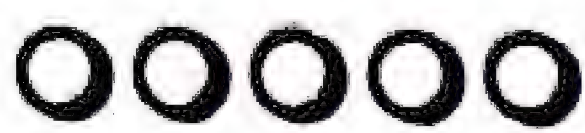
مخلوق نے خالق کو تری ذات سے جانا
اے دونوں کے مابین ، تری شان الگ ہے

صدّیق ہُوا ثانیِ اثنین ترے ساتھ
اے اوّلِ اثنین ، تری شان الگ ہے

ساتھی ہیں ترے عدل و شجاعت میں مثالی
اے صاحبِ سبطین ، تری شان الگ ہے

سِینا پہ گیا کوئی ، کوئی چار فلک تک
اے نازشِ قوسین ، تری شان الگ ہے

عاطِفؔ کو یہ حسرت کہ سرِ عرصۂ محشر
چُھو لے ترے نعلین ، تری شان الگ ہے





نہ کوئی تھا ، نہ کوئی ہے ، نہ ہوگا آپؐ سا کوئی
بیاں کیسے کرے شان و مقامِ مصطفیٰؐ کوئی

جو رہتا ہے ہر اِک دل میں بہارِ آرزو بن کر
بھلا اُس سا بھی ہوگا ، اِس جہاں میں ، دِلربا کوئی

نکالی کشتیِ انسانیت بحرِ جہالت سے
کہیں تاریخ میں ملتا ہے ایسا ناخدا کوئی ؟

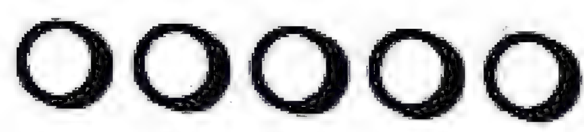
یہ سب اُن کی نگاہِ لطف کا اعجاز ہے ورنہ
کہاں تھا بزمِ ہستی میں مروّت آشنا کوئی

وہ اک بحرِ محبت ہے کہ جو حدِ گماں تک ہے
نہ جس کی ابتدا کوئی ، نہ جس کی انتہا کوئی

خدا جانے وہ خود کیا ہے کہ جس کی بزم میں رہ کر
کوئی صدیقؓ کہلایا ، بنا ہے مرتضیٰؓ کوئی

حسابِ زندگی کیا دوں ، تہی دامن ہوں ، اے مولا
بجز اُس شافعِ محشر نہیں ہے آسرا کوئی

نہ ہوتے مصطفیٰؐ تو زندگی تھی رائیگاں عاطفؔ
مقامِ آدمیت کو نہ یوں پہچانتا کوئی





تیرگی میں نور پارہ، آپؐ کا نقشِ قدم
بحرِ عصیاں میں کنارا آپؐ کا نقشِ قدم

سرخروئی ، سرفرازی ، خوش نصیبی ، مغفرت
ہے سبھی کا استعارہ آپؐ کا نقشِ قدم

زندگانی کے سرابوں میں حقیقت سر بسر
ہے سبھی پر آشکارا آپؐ کا نقشِ قدم

جگمگاتا ہے زمیں کی مانگ میں صبح و مسا
تا ابد روشن ستارا آپؐ کا نقشِ قدم

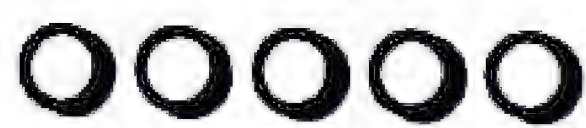
عرصۂ ہائے زندگی میں ہر قدم ، ہر موڑ پر
عزم و ہمّت کا اشارا آپؐ کا نقشِ قدم

منفرد سب سے جہاں میں ، آپؐ کا حسنِ کلام
مختلف ، دُنیا سے پیارا ، آپؐ کا نقشِ قدم

سب تھکی آنکھوں کا درماں ، ہر دُکھی دل کی اماں
آپؐ کے در کا نظارا ، آپؐ کا نقشِ قدم

ہم نے بھی گیارہ برس کاٹے ہیں دشتِ جبر میں
تھا ہمارا بھی سہارا ، آپؐ کا نقشِ قدم

پنجۂ طاغوت میں بے بس ہے پھر انسانیت
چاہیے اِس کو دوبارا ، آپؐ کا نقشِ قدم





کوچہ کوچہ قریہ قریہ تیرے نام
کائنات کا ذرّہ ذرّہ تیرے نام

پُورب پچھم اُترّ دکھن ترے لیے
اُڑتے بادل بہتے دریا تیرے نام

شاموں کے صد رنگ مناظر ترے نثار
صبحوں کا بے عیب اُجالا تیرے نام

رنگ و نور کا پہلا دھارا ترے لیے
چندن رُت کا آخری جھونکا تیرے نام

کرن کرن کی زر افشاں لہروں پہ چھڑا
ہر طائر کا شوخ ترانہ تیرے نام

دھوپ دسمبر کی ، چھاؤں جولائی کی
ہر موسم کا راحت نامہ تیرے نام

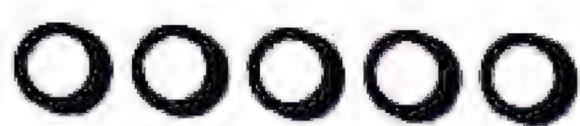
اچھائی کی ہر پگڈنڈی نذر تری
سچائی کا ہر اک رستہ تیرے نام

خلقت کی تخلیق کا باعث ذات تری
کُن فیکوں کا باب سنہرا تیرے نام

میرے عصیاں کے ساگر میں بستا ہے
بخشش کا اُمید جزیرہ تیرے نام

تیری فکر کے صدقے سنورا نکھرا ہے
میری سوچ کا ہر آئینہ تیرے نام

فانیِ لفظوں لافانی جذبوں سے گُندھا
عاطِف عاصی کا نذرانہ تیرے نام





پڑتا نہیں ہے حوصلہ فہم و شعور کا
کیسے کرے بیاں کوئی رُتبہ حضورؐ کا

ثانی کہاں کہ آپؐ ہی ثانی ہیں آپؐ کے
"سایہ کہاں کہ نور ہی سایہ ہے نور کا"

اُن کا ہر ایک قول ہے معیارِ بندگی
اُن کا ہر ایک فعل ہے قاتل غرور کا

پیوندِ خاک ہوگیا طاغوت کا نظام
یہ معجزہ تھا آپؐ کی فکرِ طہور کا

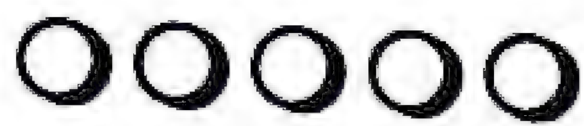
خود ساختہ خداؤں کی بکھری تھیں دھجیاں
اعجاز تھا یہ آپؐ کے حُسنِ ظہور کا

اُن کو سکھائے آپؐ نے اندازِ عاجزی
جن کو تھا ایک عمر سے نشّا غرور کا

اے بے ادب ! نہ دعوائے حُبِّ رسولؐ کر
آئینہ تیری زیست ہے فسق و فجور کا

لکھا ہے عرض نامۂ غم ، آپؐ کے حضور
لِلّٰہ ! کچھ خیال ، دلِ ناصبور کا

عاطفؔ وہیں پہ پھول عقیدت کے کِھل اُٹھے
میں نے جہاں بھی نام لیا ہے حضورؐ کا





بے مائیگی بھی ہے مری دولت بنی ہوئی
جب سے درِ رسولؐ سے ہے لو لگی ہوئی

سینے میں آرزو کے سمندر ہیں موجزن
اشکوں میں التماس کی دنیا بسی ہوئی

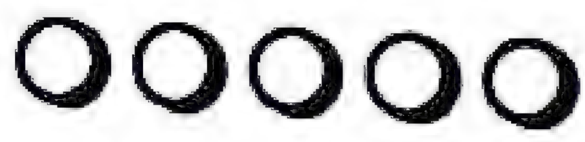
پیہم رہے خیال میں وہ رُوئے دلنشیں
پیہم رہے نگاہ میں رونق لگی ہوئی

صحرائے زیست میرے لیے خلد زار ہے
ایسی ہے اُن کے لطف کی چادر تنی ہوئی

دیکھ تو ان کی سیرتِ اطہر کا ہر ورق
تفریقِ رنگ و نسل ہے یکسر مِٹی ہوئی

مہتاب کو کیا تھا جہاں آپؐ نے دو لخت
اب تک ہے اُس مقام پر حیرت رُکی ہوئی

لوں جب بھی اُن کا نام تو احساس میں مرِے
اَخلاق دیر تک رہے خوشبو بسی ہوئی



شبِ معراج



ذکرِ نبیؐ کی بزم سجائیں تمام رات
جاگیں ، نصیب کو بھی جگائیں تمام رات

بھیجیں درود خدمتِ آقاؐ میں رات بھر
ذوقِ سلامِ شوق بڑھائیں تمام رات

تسبیح زمزموں میں ہو ، ترتیل وِرد میں
چھائی رہیں کرم کی گھٹائیں تمام رات

ہوں مستجاب ، دل کی مناجات اس طرح
ہوتی رہیں قبول دعائیں تمام رات

دن بھر رہے وہ کیف جو دیکھا ، سُنا نہ ہو
میلاد مصطفیٰ کا منائیں تمام رات

عشّاق کا ہجوم ہو وسعت پذیر یوں
آ کر نہ بزمِ شوق سے جائیں تمام رات

رحمت نزول سلسلہ پیہم رہے رواں
شہرِ نبیؐ سے آئیں ہوائیں تمام رات

ہو جامِ فیض مہرباں ہر تشنہ کام پر
خود پی کے دوسروں کو پلائیں تمام رات

پیاسو ، سبیلِ عشقِ نبیؐ ہے لگی ہوئی
آؤ قطارِ شوق بنائیں تمام رات

داماں تہی نہ ہو کوئی پیاسا نہ رہ سکے
سب کو صدائیں دے کے بلائیں تمام رات

پلکوں پہ ماہتاب ہوں ، عارض پہ آفتاب
عصیاں پہ اپنے اشک بہائیں تمام رات

اِک پل جو حاضری کا ہو مقبولِ بارگاہ
پھولے نہ ہم خوشی سے سمائیں تمام رات

اِس بزم میں شریک سبھی ہیں مجھے قبول
خلدِ بریں سے آئیں صدائیں تمام رات

تیار ہے بُراق ، دُلھن بن گئی حیات
سہرا نبیؐ کی شان کا گائیں تمام رات

معراج کو نبیؐ گئے اُمت بَری ہوئی
کیوں اُمتی نہ جشن منائیں تمام رات

آئی ہوئی ہے موج میں بارانِ مغفرت
داغِ گناہ دھوئیں دھلائیں تمام رات

عمرِ رواں کا قافلہ بھٹکے نہ پھر کبھی
منزل کی راہ ایسے سجائیں تمام رات

عُسرت سبھی کی دُور ہو ، آسودگی ملے
اس آرزو میں اشک بہائیں تمام رات

صدقے نبیؐ کے مشکلیں آساں سبھی کی ہوں
سب یک زبان ہو ، کہے جائیں تمام رات

صحرا نصیب لوگ بنیں رشکِ گلستاں
پھول التجا کے ایسے کھلائیں تمام رات

فصلِ بہار کشتِ تمنّا کا ناز ہو
دامانِ آرزو کو بڑھائیں تمام رات

بادِ سموم رُخ نہ کرے اِس دیار کا
صدقے نبیؐ کے، مانگیں دُعائیں تمام رات

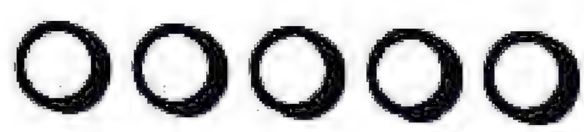
سب آنگنوں میں صبحِ مسرّت طلوع ہو
اِس آس کے چراغ جلائیں تمام رات

بھاتا نہیں خدا کو، نبیؐ کو، غرورِ زہد
رنگ عاجزی کا خوب جمائیں تمام رات

جانا ہے گھر پیا کے، تو کچھ داج ساتھ ہو
ساماں جو بن پڑے، وہ بنائیں تمام رات

جانے یہ رات پھر سے نصیبوں میں ہو نہ ہو
جی بھر کے اِس کے ناز اُٹھائیں تمام رات

عاطفؔ یہ رات سارے دنوں سے ہے محترم
پائی یہ رات 'شکر منائیں☆' تمام رات



☆ شکر منانا۔ پنجابی ترکیب ہے، میں اِسے اردو میں بھی جائز سمجھتا ہوں۔



ہر اک نظر میں مقام تیرا ، ہر ایک دل میں قیام تیرا
سبھی سے اچھی ہے ذات تیری ، سبھی سے پیارا ہے نام تیرا

سفینہ تیرا کنارے تیرے ، حسین خوش کن نظارے تیرے
خزاں نے مانگی پناہ تجھ سے ، بہارِ زندہ پیام تیرا

سبھی زمانوں میں اس کا شہرہ ، سبھی زبانوں میں اس کا چرچا
سبھی فسانوں میں اِک حقیقت ، کلامِ برحق کلام تیرا

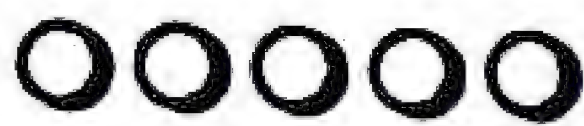
سبھی کو بھائی زبان تیری ، سبھی نے پائی امان تیری
سبھی کی خاطر تُو ابرِ رحمت ، سبھی پہ ہے فیض عام تیرا

طلوع تیرا غروب تیرا ، شمال تیرا جنوب تیرا
ہر ایک جانب تِری عنایت ، ہر اِک طرف اہتمام تیرا

بھرم ہمارا ہے بات تیری ، حرم ہمارا ہے ذات تیری
علم ہمارا ہے نعت تیری ، ہماری منزل نظام تیرا

نہ تاج شاہی نہ پادشاہی ، مجھے بہت ہے تِری گواہی
مجھے بہت ہے درود تیرا ، مجھے بہت ہے سلام تیرا

تری عقیدت کا نُور اِس میں ، تری طلب کا سرور اِس میں
ہو کیوں نہ آخر شعور اِس میں ، ہے عاطِف ادنا غلام تیرا





چشمۂ رُشد و ہدایت، عِلم و رفعت آپؐ ہیں
ہم تو ہیں جھوٹے فسانے، بس حقیقت آپؐ ہیں

کون ہے بحرِ جہاں میں آپؐ سا دُرِ یتیم
عظمتیں قربان ہیں جس پر وہ عظمت آپؐ ہیں

آپؐ سب رشتوں سے بڑھ کر ہیں عزیزِ جاں مجھے
میری چاہت آپؐ ہیں ، میری محبت آپؐ ہیں

سنگِ اسود نصب کرنے کا وہ قِصہ ہے گواہ
دو جہاں کے واسطے فہم و فراست آپؐ ہیں

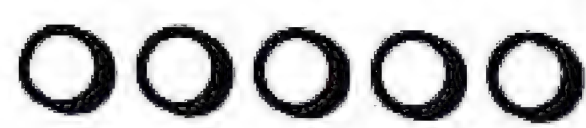
ایکؔ صف میں کر دیئے اعلا و ادنا آپؐ نے
ساری دُنیا کے لیے درسِ اُخوت آپؐ ہیں

عفو کی روشن روایت ، لطف کی زندہ مثال
جانِ رحمت آپؐ ہیں ، شانِ عنایت آپؐ ہیں

آپؐ کا ذکرِ مبارک باعثِ تسکینِ جاں
بے سکونی کی فضا میں دل کی راحت آپؐ ہیں

آپؐ کے دستِ کرم سے جامِ کوثر ہو نصیب
منبعِ جود و کرم ہیں ، ابرِ رحمت آپؐ ہیں

عاطِفؔ، اِس اُمید پر، نازاں ہوں میں خنداں ہوں میں
کلمہ گو ہُوں حشر میں میری شفاعت آپؐ ہیں





دھوپ جب جلنے لگی، نامہربانوں کی طرح
چھا گیا وہ سبز بادل سائبانوں کی طرح

ایک انساں ، اور سراپا نازشِ انسانیت
مہرباں اہلِ زمیں پر آسمانوں کی طرح

شاملِ مخلوق لیکن ، برتر از مخلوق وہ
خالق و مخلوق میں ہے نردبانوں کی طرح

کاروانِ زندگی کی سَروری زیبا اُسے
بچپنا جس نے گزارا گلہ بانوں کی طرح

موم ایسا نرم خو اور اَبر ایسا مہرباں
بات پر اپنی رہا قائم چٹانوں کی طرح

ہیں شعور و آگہی کے زمزمے اُن کے طفیل
اُن سے پہلے آدمی تھا بے زبانوں کی طرح

یہ جسارت ہی مری ، ہو وجہِ بخشش ، کیا عجب
نعت کہتا ہوں ہمیشہ حمد خوانوں کی طرح

مسجدِ نبوی کے طائرِ ہیں محافظ کی مثال
گنبدِ خضرا ہے عاطِف ، پاسبانوں کی طرح





عزّتیں تیرے سبب سے ، نعمتیں تیرے طفیل
ہم پہ ہیں پیہم خدا کی رحمتیں تیرے طفیل

ہم کہ خاکِ راہ تھے ، اب ہیں سفر کے سنگِ میل
جاگ اُٹھی ہیں ہماری قسمتیں ، تیرے طفیل

خار نفرت کے مٹا ڈالے ترے اخلاق نے
پھول بن کر کِھل اٹھی ہیں چاہتیں تیرے طفیل

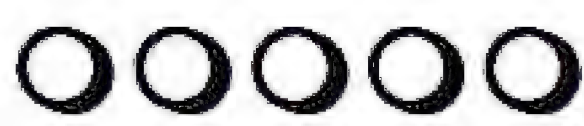
آشنائے مقصدِ ہستی کیا انسان کو
مٹ گئیں خود ساختہ سب ، کلفتیں تیرے طفیل

تجھ سے پہلے کچھ نہ تھے ، ہم یاں بہت ہوتے ہوئے
قِلتوں میں پائیں ہم نے کثرتیں ، تیرے طفیل

خَلق کے چہرے سے دَھبّے دھوئے تیرے خُلق نے
سنوری نکھری ہیں ہماری صورتیں ، تیرے طفیل

عرشِ اعظم تک تری معراج ہے روشن دلیل
نوعِ انساں کو ملی ہیں عظمتیں ، تیرے طفیل

برسرِ پیکار رہتے ہیں ہمیشہ ظلم سے
ہم میں ہیں یہ حوصلے یہ جراتیں ، تیرے طفیل





گو کوئی بھی ہم رُتبۂ حسّانؓ نہیں ہے
پر کون یہاں تیرا ثنا خوان نہیں ہے

لاریب ، کہ ہے بعدِ خدا تُو ہی مکرم
لاریب ، کہ تجھ سا کوئی انسان نہیں ہے

آنکھوں کو ہوئی ہے تیرے روضے کی زیارت
اب دل میں مرے کوئی بھی ارمان نہیں ہے

جھکتے ہیں ترے آگے سلاطینِ زمانہ
تجھ جیسا جہاں میں کوئی سلطان نہیں ہے

جو ہو نہ سکا واقفِ کردارِ محمدؐ
اُس شخص کو اسلام کی پہچان نہیں ہے

اِک تیری شفاعت پہ بھروسا ہے ہمارا
گو فردِ عمل میں کوئی سامان نہیں ہے

بھٹکے ہیں تری رہ سے کہ اب سر پہ کوئی بھی
صدیقؓ و عمرؓ ، حیدرؓ و عثمانؓ نہیں ہے

صد شکر کہ اِک تیری عنایت کے علاوہ
اِس سر پہ کسی اور کا احسان نہیں ہے

عاطفؔ کے لیے یہ بھی ہے سامانِ سعادت
گو نعت ، تری شان کے شایان نہیں ہے





سدرۃ المنتہا کی بات کرو
منزلِ مصطفیٰ کی بات کرو

آشنائے فنا جو ہونا ہے
رازدارِ بقا کی بات کرو

روشنی کا سراغ پالو گے
اُن کی زلفِ رسا کی بات کرو

چاند سورج سلامیاں دیں گے
رُوے بدرالدجا کی بات کرو

زندگانی کے خار زاروں میں
اُس بہارِ ہُدا کی بات کرو

کہکشاؤں کا راز پا لو گے
آپؐ کے نقشِ پا کی بات کرو

چھوڑ کر حرص کی فسوں کاری
اُن کے صبر و رضا کی بات کرو

جس سے لرزے تھے جہل کے ایواں
اُس یگانہ نوا کی بات کرو

جس کے دیس میں، مدینے کی
گنگناتی ہوا کی بات کرو

کیوں ہو خاموش ،اے عجم زادو!
اُس حجازی صدا کی بات کرو

خیر کا راستہ جو پانا ہے
ہاں اُسی رہنما کی بات کرو

جب ہو در پیش امتحانِ ضمیر
جراَتِ مصطفیٰؐ کی بات کرو

ہم سا ہو کے بھی جو نہیں ہم سا
ہاں اُسی ماورا کی بات کرو

یہ بھی اک معجزہ ہے دُنیا میں
سیرتِ مصطفیٰؐ کی بات کرو

بحرِ محشر جو پار کرنا ہے
عاطفؔ اُس ناخدا کی بات کرو





دراصل کائنات کا پہلا اصول ہے
دھرتی پہ آخری جو خدا کا رسولؐ ہے

دیکھو ، تو اِک کتاب بھی اُس نے پڑھی نہیں
سوچو، تو آگہی کا مکمل سکول ہے

اُس نے تمام عمر سہی ہیں مصیبتیں
رحمت کا جس کے دم سے جہاں میں نزول ہے

صورت پہ بھی فریفتہ ہوتا ہے اِک جہاں
پر اُس کی بارگاہ میں سیرت قبول ہے

اِک نعت کے سوا مرے دامن میں یا نبیؐ
اعمال کے بُبول ہیں ، اشکوں کی دُھول ہے

عاطفؔ اگر نصیب ہو اُس دَر کی حاضری
پھر اِس کے بعد کوئی بھی خواہش فضول ہے





مری کشتِ جاں پہ ہیں مہرباں، سبھی راحتیں، ترے نام سے
مجھے ناز ہے کہ ہوئی ہیں سب، یہ عنایتیں، ترے نام سے

مِرے پھول تھے کہ ببول تھے، مِرے خواب عکسِ فضول تھے
مِلیں نکہتیں، کِھلیں رنگتیں، ہوئیں برکتیں، ترے نام سے

مری ذات تیرہ و تار تھی، مِری بات موجِ غبار تھی
مری ذات میں مری بات میں، ہوئیں وسعتیں، ترے نام سے

نہ گلاب تھا، نہ سحاب تھا، کوئی ضابطہ نہ نصاب تھا
مرے ذوق کو، مرے شوق کو، ملیں ہمتیں، ترے نام سے

نہ جمال تھا نہ کمال تھا، مرے دل میں خوفِ زوال تھا
پہ مرے نصیب پہ اک جہاں کو ہیں حیرتیں، ترے نام سے

کہیں نام تھا، نہ مقام تھا، میں تو خواہشوں کا غلام تھا
میں بدل گیا، میں سنبھل گیا، ملیں رفعتیں، ترے نام سے





اِک اِک حرف ستارا ہو — گر مقبول ہمارا ہو
لفظوں میں ہو سیرابی — لہجوں میں وہ دھارا ہو
دل ہو آنکھ اور آنکھ ہو دل — ذِکر کے ساتھ نظارا ہو
تُو ہے نور کا سر چشمہ — دُور مرا اندھیارا ہو
تیری عطا و رحمت کا — دیس مرا گھوارا ہو
عزت ، جان و مال کی ہو — تُو جو ان سے پیارا ہو
ہر گز ڈوب نہیں سکتا — تُو نے جسے اُبھارا ہو
جھکیں تکونیں اور صلیب — اُونچا چاند ستارا ہو
میں ہُوں، عجز اور آنسو ہوں — شب ہو ، تیرا دوارا ہو

حشر بھنور میں عاطِفؔ کا
شافع ، ترا سہارا ہو





تجھ سے ہے دُور جو یہ چاہنے والا تیرا
اِس کی حسرت ہے فقط جلوۂ یکتا تیرا

تجھ کو پالا ہے مشیّت نے عجب ناز کے ساتھ
کہکشاں راہ گزر ، چاند کھلونا تیرا

میرا ایماں ہے شبوں میں ہی بھٹکتی رہتی
بزمِ ہستی میں جو ہوتا نہ سویرا تیرا

قابلِ عزّت و تکریم ہیں اصحابؓ ترے
لائقِ فخر و ستائش ہے گھرانا تیرا

اور تو اور ، حِرا نے بھی فضیلت پائی
اس کی خلوت میں ہوا جب سے بسیرا تیرا

نہیں پیغامِ الٰہی کو سمجھنا مشکل
دل اگر پیشِ نظر رکھتا ہو اُسوہ تیرا

تجھ کو خالق نے رفعنا کی ہے رفعت بخشی
نطقِ مخلوق سے کیسے ہو احاطہ تیرا

پارساؤں کی ہو محرابِ☆ جبیں اور حسیں
مجھ کو گنہگار کو کافی ہے حوالہ تیرا



☆محراب۔ نقشِ سجدہ کے معنوں میں پنجابی لفظ ہے۔ میں اس کا اردو میں استعمال جائز سمجھتا ہوں۔



سیاہی پر سپیدا معتبر ہے
مجھے اُن کا حوالہ معتبر ہے

جو گزرے زندگی میں اُن کی رہ پر
فقط ، وہ ایک لمحہ معتبر ہے

مزیّن ہے جو اُن کے نقشِ پا سے
حقیقت میں وہ رستہ معتبر ہے

مرے نزدیک عمرِ جاوداں سے
اِک اُن کا خواب آنا معتبر ہے

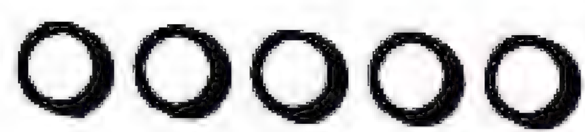
ہزاروں تاجدارانِ جہاں سے !
وہ تنہا کملی والا ، معتبر ہے

سبھی نبیوںؑ کے بعد آیا وہ لیکن
سبھی نے اُس کو مانا معتبر ہے

صلیبوں اور تکونوں سے زیادا
نبیؐ کا چاند تارا معتبر ہے

ہے اِک دھوکا نئی روشن خیالی
محمدؐ کا اُجالا معتبر ہے

خدا کی رحمتوں کے بعد عاطِفؔ
فقط اُن کا سہارا معتبر ہے





مرے پاس حرفِ دُعا بھی ہے، مرے پاس حُسنِ نوا بھی ہے
یہ کرم ہے ربِّ کریم کا ، یہ مرے نبیؐ کی عطا بھی ہے

یونہی دیکھنے میں غریب ہوں ، میں بڑا بلند نصیب ہوں
مجھے ذوقِ حکمِ شہی بھی ہے ، مجھے شوقِ عرضِ گدا بھی ہے

وہ علاج رنج و ملال کا ، وہ جواب سب کے سوال کا
وہ فرازِ فقر پہ خیمہ زن ، وہی بادشاہِ عطا بھی ہے

وہی ابتدائے گمان بھی ، وہی انتہائے یقین بھی
وہ نصیبِ صبحِ ازل بھی ہے، وہ نصابِ شامِ فنا بھی ہے

مری عاجزی ، مری خامشی ، مرے شعر ہیں مری حاضری
جو قبول ہو مری حاضری ، مری شاعری کو بقا بھی ہے



عیدِ میلا د النبیؐ



کیوں نہ دل افروز ہو یہ عیدِ میلادالنبیؐ
ہے مبارک اِس کا ہر پل اور اِس کی ہر گھڑی

ظلم کے سائے مٹے تھے آج کے دن دوستو
جہل کے بادل چھٹے تھے آج کے دن دوستو

آج کے دن پستیوں کو رفعتیں بخشی گئیں
آج کے دن بے کسوں کو خلعتیں بخشی گئیں

آج ہی ایقان کی مشعل جلی تھی دہر میں
آج ہی بادِ صبا کھل کر چلی تھی دہر میں

تارے جھک کر کہہ رہے تھے ، ہو مبارک اے زمیں
تو نے پائی سب سے برتر نعمتِ عرشِ بریں

دینِ حق کے آخری پیغامبرؐ پیدا ہوئے
حق پرستوں کے حقیقی راہبر پیدا ہوئے

نفرتوں کے قافلے کو دہر سے رخصت کیا
آپؐ نے پیغام یہ سارے زمانے کو دیا

دوسروں کے کام آنا ہے بنائے بندگی
اور حقیقت میں یہی ہے مدعائے زندگی

ایک ہیں خوشیاں سبھی کی اور غم بھی ایک ہیں
ہاں مگر برتر ہیں وہ ، جو تم میں سب سے نیک ہیں

اور کہا رہنا سدا راہِ وفا پر گامزن
پیار کا اُسلوب رکھنا اور اُخوت کا چلن

اِس طرح اک دوسرے کی تم کو غم خواری رہے
فکر ملّت کی تمہیں ہر چیز سے پیاری رہے

زندگی بھر تم میں ہر اک کو قضا کی فکر ہو
مرتے دم تک سب کے لب پر بس خدا کا ذکر ہو

دے کے مولا کا ہمیں پیغام ، وہ رخصت ہوئے
اوّل و آخر بتا اسلام ، وہ رخصت ہوئے

پہلے پہلے تو کیا اسلام پر ہم نے عمل
رفتہ رفتہ ہم نے اپنی راہ لی پھر سے بدل

رنگ غیروں کا ہمیں یوں دن بہ دن بھاتا رہا
دبدبا دُنیا پہ جو قائم تھا وہ جاتا رہا

یوں بھلا بیٹھے خدا کا آخری پیغام بھی
بیچ ڈالا اپنے مطلب کو خدا کا نام بھی

تفرقے ، فتنے ، تشدّد ، آج ہم میں عام ہیں
دوستو ! تم ہی کہو یہ پہلوے اسلام ہیں؟

ہم میں کیوں اِک دوسرے کی آج غم خواری نہیں
اپنے مطلب کے سوا کیوں کوئی شے پیاری نہیں

نے حیا آنکھوں میں ہے، نے دل میں دولت درد کی
سوچ ملّت کی نہیں ، ہے سوچ اب تو فرد کی

ہم خدا کی راہ پر مرتے تو ہیں ، چلتے نہیں
آنکھ سے روتے تو ہیں ، دل سے عمل کرتے نہیں

لب پہ ہے اسلام، سینے میں سیاہی بغض کی
ہم مناتے ہیں بھلا کس منہ سے میلادِ نبیؐ ؟

حق تو یہ ہے آج اپنے آپ سے مانگیں حساب
آج کے دن کو بنا لیں اپنا یومِ احتساب

آؤ سب یک جان ہو کر ، آج یہ کھائیں قسم
چھوڑ دیں نفرت تشدّد کے غلط رستے کو ہم

اپنی خوشیاں ، اپنے غم ، آپس میں پھر بانٹیں گے ہم
داستانِ عہد رفتہ پھر سے دُہرائیں گے ہم

راہِ حق پر ، پھر اُسی جذبے سے ہم ہوں گامزن
ہر چلن کہلائے ، عزت اور عظمت کا چلن

ہر کوئی اک دوسرے سے اس قدر مانوس ہو
دوسروں کا دُکھ ہمیں خود اپنا دُکھ محسوس ہو

عیدِ میلادالنبیؐ کا حق ادا ایسے کریں
اپنی اپنی راہ چھوڑیں ، ایک رستے پر چلیں

چھوڑ کر بہرِ خدا ہر خوئے دار و گیر ہم
کاش بن جائیں بِحبلِ للّٰہ کی تفسیر ہم





دھڑکن کی روانی کا قرینہ ہے مدینہ
احساس انگوٹھی کا نگینہ ہے مدینہ

ہے سمت نما اِس کو ، درودوں کا تلاطم
جذبوں کے سمندر میں سفینہ ہے مدینہ

لاتی ہے صبا اب بھی وہاں سے وہی خوشبو
گویا مرے آقاؐ کا پسینا ہے مدینہ

ہر شب ہے مری گنبدِ خضرا سے مزیّن
صد شکر ، مرا نورِ شبینہ ہے مدینہ

ہاں صدقِ ابوبکرؓ کا بھی بام وہی ہے
ہاں فقرِ ابوذرؓ کا بھی زینہ ہے مدینہ



وہ ایک لمحہ



ازل سے تا ابد
لاکھوں
کروڑوں
ان گنت لمحے
رقم ہیں ہر زمانے کی جبیں پر

مگر
اُس ایک لمحے کے علاوہ
جس میں ایک انساںؐ نے پائی
قابَ قوسین تک پہنچ کر
خدا سے ہم کلامی کی سعادت !

ازل سے تا ابد پھیلے ہوئے
اِن سارے لمحوں میں
فقط وہ ایک لمحہ معتبر ہے





رہنمائے کامل ہے، ذات بے مثال اُن کی
تیرگی میں مشعل ہے بات باکمال اُن کی

اُن کے نامِ نامی سے فیض ہر طرح پایا
دُکھ میں لے کے ڈھال اُن کی، سُکھ میں لے کے شال اُن کی

ہیں گواہ طائف کے اب بھی وادی و کہسار
عزم تھا بلند اُن کا ، جاں تھی گو نڈھال اُن کی

ہجرتِ مدینہ ہو یا کہ فتحِ مکہ ہو
عاجزی عظیم اُن کی ، برتری کمال اُن کی

صبر جن کا ملجا تھا ، فقر جن کا ماوا تھا
سب پہ ہوگئی ثابت برتری مآل اُن کی

خواہشوں میں یہ خواہش ، حسرتوں میں یہ حسرت
خواہشِ قدم بوسی ، حسرتِ وصال اُن کی

سوچ کو لکھیں کیسے ، حق ادا کریں کیسے
ذکر ہے کٹھن اُن کا ، نعت ہے محال اُن کی

گر نہ شرک ہو عاطِفؔ ، برملا یہ کہہ دوں میں
پُوجنے کے قابل ہے ذات بے مثال اُن کی





چاند سے اچھا ، پھول سے پیارا نام ترا
ہر مشکل میں بنے سہارا نام ترا

رستے کی ہر اُلجھن کا حل ترا درود
منزل کا سُچا لشکارا نام ترا

خالق کی بھی راج دلاری ذات تری
خلقت کو بھی جان سے پیارا نام ترا

سچ سے سچے ، شہد سے میٹھے بول ترے
دُکھ کا دارو ، غم کا چارا ، نام ترا

میری عقیدت ، میری محبت ، میرا مان
تیری رحمت ، تیرا اشارا ، نام ترا

سایہ افگن نیلی چادر دھرتی پر
اُس پہ کشیدہ چاند ستارا' نام ترا

بھادوں کی چھاؤں سے بہتر ترا خیال
مگھر پوہ کی دھوپ سے پیارا نام ترا

محروموں کی خوشحالی تیرا منشور
سانجھے پیار سلوک کا نعرہ ، نام ترا

بدعملی کا چپّو ، بھنور ، کنارا دُور
ہے عاطِف کا کھیون ہارا ، نام ترا





ہُوے جس سے شگفتہ پھول ، اُس گفتار کے صدقے
تری صورت ، تری سیرت ، ترے کردار کے صدقے

تھی تجھ سے پیشتر بھی ، پر نہ ہونے کے برابر تھی
محبت کو ملی عظمت ، ترے افکار کے صدقے

مہ و انجم تری تابانیِ رُخ سے ہیں شرمندہ
گل و لالہ پسینے کی ترے ، مہکار کے صدقے

کبھی کل کے لیے زادِ ضرورت گھر نہیں رکھا
ترے تقوے ، تری ہمّت ، ترے ایثار کے صدقے

ہُوا کوئی نہ آزردہ کبھی تیرے تکلم سے
تری پاکیزہ فطرت ، دلنشیں اطوار کے صدقے

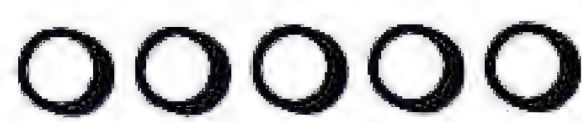
جہاں پھرتا تھا تُو اکثر ، جہاں رہتا تھا تُو اکثر !
میں اُن گلیوں کے صدقے ، اُن دَر و دیوار کے صدقے

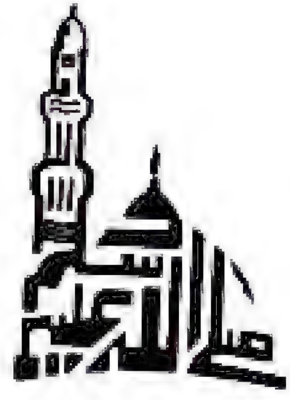
جو تیرے ہاتھ کے شایاں ، جو تیرے سر کی زینت تھی
میں اُس تلوار کے صدقے ، میں اُس دستار کے صدقے

ترے در سے ' نہیں ' ہوتی نہیں ہے نوعِ انساں کو
میں تیری شان پر قرباں ، ترے معیار کے صدقے

غموں کی دھوپ سے ہر ہر قدم مجھ کو بچایا ہے
تری یادوں کے خوش کن سایۂ دیوار کے صدقے

فقط نعتِ محمدؐ ہی کا یہ اعجاز ہے عاطِفؔ
بلاغت ہو رہی ہے خود مرے اشعار کے صدقے





یقین و عزم و استقلال، سب اُس در سے پایا ہے
ہُدا کا راستہ سب نے اُسی رہبر سے پایا ہے

ہُوے جس کے تبسّم کی ضیا سے ضوفشاں تارے
سحر نے بھی اُجالا اُس رُخِ انور سے پایا ہے

حِرا کو اذنِ گویائی ملے تو سب کو بتلائے
کہ اُس نے لطف کیا کیا خلوتِ طاہر سے پایا ہے

خدا کی عظمتیں تو ماورا ہیں فکرِ انساں سے
مگر اُن کا نشاں ، اُس دل نشیں پیکر سے پایا ہے

جو نشّا ساری دنیا کے نشوں سے بھی نشیلا ہے
وہ نشّا میں نے ذکرِ ساقیِ کوثر سے پایا ہے

قلم قرطاس ، جس کی ترجمانی کر نہیں سکتے
تعلق اُن سے ایسا روح کے اندر سے پایا ہے

وفورِ صبر پایا زائرِ طائف کی سیرت سے
مذاقِ عاجزی کونین کے سَرور سے پایا ہے

جسے میں نے فقط خوابوں یا تصویروں میں دیکھا ہے
عقیدت کا مزا اُس گنبد و منبر سے پایا ہے

متاعِ جاں سے بڑھ کر ہے مجھے نعتِ نبیؐ ، عاطِفؔ
شعورِ نعت میں نے سیرتِ اطہر سے پایا ہے





جو منفرد ہو زمانے بھر میں ، حضورؐ ایسا نکھار چاہوں
بلالؓ حبشی سا عشق مانگوں ، اویس قرنیؒ سا پیار چاہوں

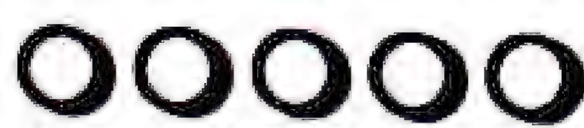
یہاں جو مانگوں ، تو صرف تیری عنایتوں کی بہار مانگوں
وہاں جو چاہوں ، تو صرف تیری شفاعتوں کا حصار چاہوں

اُداس اندھیرا حلیف میرا ، سکوتِ صحرا حبیب میرا
تبسّمِ ماہتاب مانگوں ، ترنّمِ آبشار چاہوں

مجھے ملا ہے یہ طور کیسا ، نصیب کیسا ، یہ دَور کیسا
جو اَشک مانگوں تو نقد پاؤں ، جو قہقہے تو اُدھار چاہوں

طلب کا ہرگز نہیں سلیقہ ، مگر میں سائل ہوں تیرے در کا
ثواب لمحوں کی انجمن میں ، گلاب لفظوں کے ہار چاہوں

ہو نقش ایسا بھی ثبت مجھ سے ، حضورؐ نقشِ دوام ٹھہرے
ہُوا تھا حسّانؓ کو عطا جو ، میں نعت میں وہ وقار چاہوں





مری خوش بخت آنکھوں میں کبھی وہ خواب تھے جھلکے
ستارے ضوفشاں تھے ساتھ اپنے ماہِ اکمل کے

اُسے کیا دھوپ کا دھڑکا ، اُسے کیا حبس کا خدشہ
کہ جس پر مہرباں ہو جائیں سائے سبز بادل کے

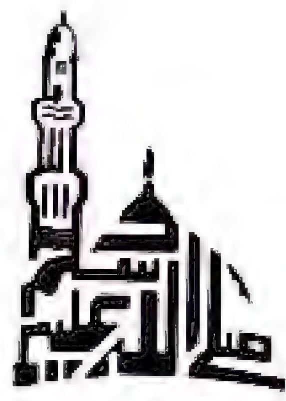
یہ اُن کے نام کا ہے فیض ، اُن کے ذکر کا صدقہ
مرے بارِ گراں ہوتے گئے رائی سے بھی ہلکے

یہ اندازِ کرم ہے خوب صورت ، دلنشیں کتنا !
کہ اشکِ غم مری پلکوں پہ آئے ، پر نہیں ڈھلکے

ہے نازاں وقت اُن لمحوں پہ اب بھی ، جن میں جھلکے تھے
ترے احبابؓ کے جلوے ، ترے اصحابؓ کے حلقے

میں اُن کے سایۂ رحمت میں جب سے آگیا عاطفؔ
مری جانب بڑھے جو رنج، لوٹے ہاتھ مَل مَل کے





اُن کی آمد سے ہی چمکا ماہتابِ زندگی
پیشتر اُن کے کہاں تھی ، آب و تابِ زندگی

کوہساروں سے بھی پھُوٹے چشمے، اُن کے فیض سے
ریگزاروں میں بھی مہکے ہیں گلابِ زندگی

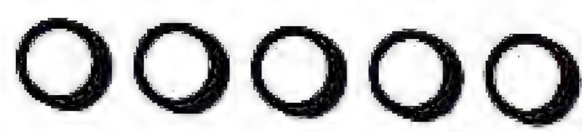
اُن کے قول و فعل میں آیا نہیں کوئی تضاد
میرے آقاؐ نے لکھی ہے یوں کتابِ زندگی

جاودانی کے لیے ہے شرط ، عشقِ مصطفیٰؐ
اور ذکرِ مصطفیٰؐ ٹھہرے ، نصابِ زندگی

رنج و غم ہو جائیں خارج ، قسمتوں کے باب سے
سیرتِ احمدؐ جو ٹھہرے ، انتخابِ زندگی

کاش ، ہو لب پر ہو درود اور سامنے آقاؐ بھی ہوں
جب قریب آئے غروبِ آفتابِ زندگی

اُن کے ہی صدقے ہیں عاطِفؔ، کُن کی ساری رونقیں
ہے اُنہی کے نام بے شک ، اِنتسابِ زندگی



کاش ایسا ممکن ہو

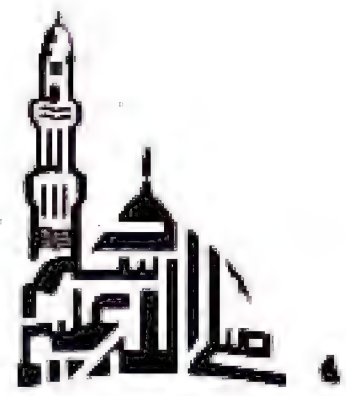


کبھی میسّر
ہوں چند لمحے
جو سبز گنبد کے زیرِ سایہ
تو آنسوؤں کی زباں میں
اپنے خدا سے یہ التجا کروں گا
کہ، اس سے آگے
نہ ذہن سوچے
نہ آنکھ دیکھے
نہ لب ہلیں اور
نہ ہاتھ لکھیں
نہ پاؤں اُٹھیں!
بس اِس سے آگے وہ نیند آئے
جو دائمی ہو

ریاضِ جنت میں جلوہ فرما
حضورِؐ والا کی انجمن کی جو رہگزر ہو
میں ٹھہروں اُس کا حقیر ذرّہ
ہر ایک رہرو سے بوسۂ پا کی بھیک مانگوں

گزرنے والوں کا بوسۂ پا نصیب ٹھہرے!
تو کیا عجب ہے
کہ میری بخشش قریب ٹھہرے !
تو کیا ہی بہتر نصیب ٹھہرے
تو کیا ہی بہتر نصیب ٹھہرے !!





اے کاش ! اِس طرح بھی کبھی تیری نعت ہو
حُسنِ عمل بھی حُسنِ تمنا کے ساتھ ہو

نبضیں چُھٹیں تو کلمۂ حق ہو زبان پر
آنکھیں مُندیں تو سامنے تیری ہی ذات ہو

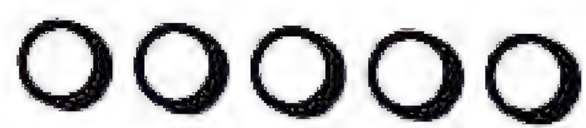
ہر آنکھ بارگاہِ رسالت میں ہو جھکی
ہر دل کو صرف عشقِ محمدؐ کی گھات ہو

آئے جو سوچ ذہن میں ، ہو سوچ آپؐ کی
گر ہو زباں پہ بات ، محمدؐ کی بات ہو

گزرے زہے نصیب ، اگر زندگی یونہی
مکّے میں دن کٹے تو مدینے میں رات ہو

یارب ! درِ نبیؐ پہ کہوں کوئی نعت میں
مجھ بے برات کی کبھی یہ بھی برات ہو

اُنؐ کی شفاعتوں کا مگر لطف اور ہے
عاطِف ! ہزار فردِ عمل سے نجات ہو





نہ دِن کا خوف ہے آقاؐ، نہ رات کا ڈر ہے
ترے کرم کا دو شالہ ہمارے سر پر ہے

جکارتہ سے مراکش تلک ہر اک ذرّہ
تری دُعاؤں کی تنویر سے منوّر ہے

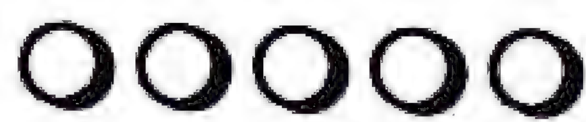
حِرا کی سمت سے آتا ہوا ہر اِک جھونکا
ابھی تلک ترے انفاس سے معطّر ہے

سبب نزاع کا باتیں ہزار ہیں ہم میں
مصالحت کو فقط تیری ذات محور ہے

اَبد میں حق ہے ہمیں آرزوئے جُرعہ کا
ازل سے تیرے حوالے سبیلِ کوثر ہے

تری بتائی ہوئی راہ سے ہٹے کیا ہم
زمانے بیت چلے ، تیرگی مقدر ہے

میں جب بھی چاہوں لکھوں ،نعتِ مصطفیؐ ، عاطِفؔ
درخت سوچ کا میری بڑا ثمرور ہے





ترے اوصافِ عالی کس طرح تحریر میں آئیں
سبھی اچھے مناظر کیسے اِک تصویر میں آئیں

تری بخشش بہاروں پر خزاں کیسے مسلّط ہو
نہیں ممکن، چٹانیں خوف کی زنجیر میں آئیں

وہی الفاظ ہیں زندہ، وہی اشعار تابندہ
جو تیری شان اور کردار کی تفسیر میں آئیں

نظر آتے ہیں جو اَب تک فقط خوابِ تمنّا میں
جو تیرا حکم ہو، منظر وہ سب تعبیر میں آئیں

چُھپاتا ہوں زمانے سے جو دُکھ، تجھ کو سنا پاؤں
کبھی لمحات ایسے بھی مری تقدیر میں آئیں

نگینوں کی طرح چمکیں شکستہ لفظ عاطفؔ کے
اگر نورِ نبیؐ کے حلقۂ تنویر میں آئیں





ملتا نہ در جو آپؐ کا ، جاتا کہاں کہاں
انساں جہاں میں ٹھوکریں کھاتا کہاں کہاں

صد شکر ، مل گئی تری سیرت کی روشنی
میں ناز معصیت کے اُٹھاتا کہاں کہاں

صدشکر ، در ہے آپؐ کا ، ورنہ جہان میں
آنسو ، گناہ گار بہاتا کہاں کہاں

صدشکر ، سن لی آپؐ نے ورنہ میں عرضِ غم
کِس کِس کو اِس جہاں میں سناتا کہاں کہاں

صدشکر ، اے سخیؐ ! تری چوکھٹ ہوئی نصیب
ورنہ صدا فقیر لگاتا کہاں کہاں

عاطفؔ نہ ہوتا گنبدِ خضرا جو دھیان میں
موتی عقیدتوں کے سجاتا کہاں کہاں



تاجدارِ حرم



ہے ہمارا بھرم تیری چشمِ کرم
ہو میسّر اگر درد ہو جائے کم
دُور ہوں رنج و غم
ختم ہوں سب الم
تاجدارِ حرم
تاجدارِ حرم

ایک لمبا سفر ایک مشکل ڈگر
سب کو درپیش ہے اور سب بے خبر
پوجتے ہیں مگر
خواہشوں کے صنم
تاجدارِ حرم
تاجدارِ حرم

آرزو کا جہاں ہے دھواں ہی دھواں
چھن گئیں منزلیں لُٹ گیا کارواں
ہم سراپا زیاں
ہم شکستہ قدم
تاجدارِ حرم
تاجدارِ حرم

بے اماں راستے بد گماں قافلے
ٹوٹتے حوصلے بے محل فیصلے
ہیں یہی سلسلے
خدشۂ بیش و کم
تاجدارِ حرم
تاجدارِ حرم

آج کے چارہ گر بے بصر بے ہنر
پھونک دیتے ہیں گھر لُوٹتے ہیں نگر
اِن کے اُونچے یہ سر
کاش ہو جائیں خم
تاجدارِ حرم
تاجدارِ حرم

راہِ حق پر بہم جلنے والے بھی کم
کچھ یہ ماحول بھی ڈگمگائے قدم
تو کرے جو کرم
ہوں یہ ثابت قدم
تاجدارِ حرم
تاجدارِ حرم

راہ پُر خار ہے طعنِ اغیار ہے
روح بے زار ہے سوچ بیمار ہے
بولنا بار ہے
کانپتا ہے قلم
تاجدارِ حرم
تاجدارِ حرم

کتنی رفعت تری کتنی سطوت تری
جادۂ وقت پر ہے قیادت تری
پھر بھی اُمت تری
کیوں ہے تصویرِ غم
تاجدارِ حرم
تاجدارِ حرم

عرض منظور کر   نفرتیں دُور کر
چاہتوں سے ہراک   دل کو معمور کر
بُقعہٗ نور کر
تجھ کو اپنی قسم
تاجدارِ حرم
تاجدارِ حرم

تیرا لطف و عطا   سوچ سے ماورا
میرے احساس کو   روشنی کر عطا
بھر دے کاسا مرا
پونچھ دے چشمِ نم
تاجدارِ حرم
تاجدارِ حرم

سوز دے ساز دے   حسنِ آواز دے
طائرِ ذوق کو   شوقِ پرواز دے
ایسا انداز دے
پہنچے سُوئے حرم
تاجدارِ حرم
تاجدارِ حرم

○○○○○



کوئی کیا لکھے گا اُن کی سیرت و اخلاق پر
جن کا اُسوہ نقش ہے قرآن کے اوراق پر

کوئی جھوٹا اُن کی سچائی کو مدھم کیا کرے
زہر اثر انداز ہو سکتا نہیں تریاق پر

کس طرح کس کس حوالے سے کریں اُن کی ثنا
اُن کے منظر ان گنت ہیں ، فکر کے آفاق پر

اُن کی آلؓ اور ہر صحابیؓ پر ہوں پیہم رحمتیں
برکتیں ہوں دائمی اُن کے سبھی عشاق پر

نعت اُن کی شان کے شایاں کوئی لکھے گا کیا
کون اُتر سکتا ہے پورا اُن کے استحقاق پر

جس کو سینوں میں بسانا تھا، عمل کے واسطے
ہم نے وہ قرآں سجا رکھا ہے گھر کے طاق پر

اب بھی پا سکتے ہیں عاطفؔ عظمتِ گم گشتہ ہم
گر عمل دل سے کریں، اُن کے دیے اسباق پر





لعل سے کم بھی اگر ہو تو گہر ہوتا ہے
اُن کے قدموں میں جو ذرّہ ہو ، وہ زر ہوتا ہے

وسعتِ عرش تلک اُس کا گزر ہوتا ہے
اُن کا پروانہ کہاں خاک بسر ہوتا ہے

جس کی قسمت میں لکھی جاتی ہے معراجِ سخن
نعت گوئی کا عطا اُس کو ہنر ہوتا ہے

نعت کی پاک فضاؤں میں مرا طائرِ فکر
پَر کشا ، نغمہ سرا ، شام و سحر ہوتا ہے

میری سوغاتِ عقیدت بھی ہے شامل اُن میں
جن ہواؤں کا مدینے سے گزر ہوتا ہے

تُو وہ محرم ، کہ مسخر ہے فلک تیرے لیے
کہ دو نیم ایک اشارے سے قمر ہوتا ہے

نعت کہتا ہوں تو عاطِفؔ مجھے ہوتا ہے گماں
اُن کے روضے پہ خمیدہ مرا سر ہوتا ہے





وہی منبر وہی محراب آئے
مجھے اکثر یہی اک خواب آئے

اُسی سورج سے لے کر کچھ شعاعیں
زمانے میں کئی مہتاب آئے

تری شانِ عطا ساحل پہ لائی
ڈبونے کو بہت گرداب آئے

مرے آقاؐ! تو زرخیزی کا منبع
اِدھر بھی موسمِ شاداب آئے

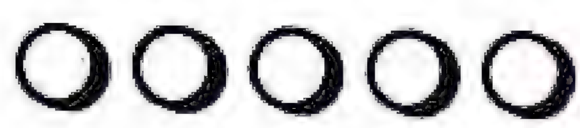
تِری رحمت کے سیلِ بے کراں میں
مِری ہستی بھی زیرِ آب آئے

نبیؐ کے شہر ، تیری پاک خوشبو
خدا شاہد ، سُوے پنجاب آئے

ترے در کی زیارت کی تمنّا
مجھے کرتی بہت بے تاب آئے

ترا اُسوہ بھی ہے گویا صحیفہ
کہ جس میں سب کرم کے باب آئے

نبیؐ کی سیرتِ اطہر سے عاطِفؔ
سبھی کو زیست کے آداب آئے





ہو جائے اَمر یہ خاک بسر ، سرکارِؐ دو عالم سیدنا
چوکھٹ پہ جگہ مل جائے اگر ، سرکارِؐ دو عالم سیدنا

ہو اپنے نصیبوں پر نازاں ، اور باعثِ رشکِ کاہکشاں
یہ دل ہو جو آپ کی راہ گزر ، سرکارِؐ دو عالم سیدنا

کب ابرِ عنایت برسے گا ، پھل پھول کو ، کب تک ترسے گا
ہم خستہ تنوں کے من کا شجر ، سرکارِؐ دو عالم سیدنا

پہلے تو رہوں میں پتھر تھے ، محصور ہے اب دیواروں میں
اُمت پہ ہو اِک رحمت کی نظر ، سرکارِؐ دو عالم سیدنا

مخلوق اور خالق میں آقاؐ ، اِک آپؐ وسیلہ ٹھہرے ہیں
جُز آپؐ کے در ، ہم جائیں کدھر، سرکارِؐ دو عالم سیدنا

شاموں کی شفق کا ہر منظر ، ہے آپ کے جلووں کا پرتو
ہے آپؐ کا صدقہ نورِ سحر ، سرکارِؐ دو عالم سیدنا

سب جھرمٹ چاند ستاروں کے، سب جھونکے مست بہاروں کے
ہیں آپؐ کی خوشبو سے خوش تر ، سرکارِؐ دو عالم سیدنا

ہے آپؐ کی نسبت ناز مرا ، ہے آپؐ کی نعت اعزاز مرا
کافی ہے مجھے یہ زادِ سفر ، سرکارِؐ دو عالم سیدنا

عاطِفؔ ہو کہ جامیؔ و بوصیریؔ ، جگنو ہو کہ نجم و شمس و قمر
سب آپؐ کے ہیں دریوزہ گر ، سرکارِؐ دو عالم سیدنا





کلفتیں ، بنتی گئی ہیں راحتیں ، مت پوچھیے
مدحتِ خیر البشرؐ کی برکتیں ، مت پوچھیے

لذّتیں ڈھل ہی نہیں سکتیں کبھی الفاظ میں
اک مطہّر خواب کی وہ ساعتیں ، مت پوچھیے

بن گئے پتھر نگینے ، کِھل اُٹھے صحرا میں پھول
اسمِ ختم المرسلینؐ کی نکہتیں ، مت پوچھیے

کہ رہی ہیں سیرت و تاریخ کی ساری کتب
ہم ہیں عاجز ہم سے اُن کی عظمتیں ، مت پوچھیے

اُن کے پاک انفاس کی ممنون ہے اب بھی صبا
عالمِ ہستی پہ اُن کی رحمتیں ، مت پوچھیے

نام بھی پایا ، شرف بھی ، آگہی بھی ، سوز بھی
مجھ پہ آقاؐ کی ہیں کتنی شفقتیں ، مت پوچھیے

بے ہنر بے علم عاطفؔ ، اور سعادت نعت کی
اِس پہ ہیں جو اِک جہاں کو حیرتیں ، مت پوچھیے





راتیں اُس کی ہیں، دن اُس کے ہیں، زمانے اُس کے
ہر زمانے کے لبوں پر ہیں ، ترانے اُس کے

ہر زمانے کے دریچوں میں اُجالا اُس کا
ہر زمانے کے تصرّف میں خزانے اُس کے

بات سے اُس کی بلاغت کو ملی ہے معراج
ہاتھ چومے ہیں سدا لطف و عطا نے اُس کے

حُسنِ فطرت نے اُسے آپ بنایا ہے حسیں
ذکر ارفع کیے خود آپ خدا نے ، اُس کے

تذکرے اُس کے اُفق تا بہ اُفق پھیلے ہیں
گیت چھیڑے ہیں بہر سمت صبا نے ، اُس کے

آرزوؤں کی دھنک اُس کی جھلک سے جھلمل
حاصلِ زیست فقط خواب سہانے ، اُس کے

زندگی ، خاک نشینی میں بسر کی لیکن
خاک سے دُور ، بہت دُور ٹھکانے اُس کے

تاجدارانِ جہاں سے ہمیں لینا کیا ہے
ہم تو عاطِف ہیں نمک خوار پرانے ، اُس کے



...... تو نعت ہو



یوں انجمن عمل کی سجاؤں ، تو نعت ہو
غم دوسروں کے ہنس کے بٹاؤں، تو نعت ہو

بکھرے ہوؤں کو ایک بناؤں، تو نعت ہو
بھولے ہوؤں کو راہ دکھاؤں، تو نعت ہو

اوروں کو تیرگی سے بچانے کے واسطے
شمعِ حیات اپنی جلاؤں، تو نعت ہو

در پیش مشکلات ہوں خواہ کس قدر مگر
کرلوں جو عہد اس کو نبھاؤں، تو نعت ہو

آزردہ ہو نہ میری کسی بات سے کوئی
ناراض ہو جو کوئی مناؤں، تو نعت ہو

اپنی خوشی میں کر لوں کسی اور کو شریک
محروم کو گلے سے لگاؤں، تو نعت ہو

میرا کلام ہر دُکھی دل کا ہو ترجماں
میں اُن کی دھڑکنوں میں سماؤں، تو نعت ہو

قانع رہوں میں حاصلِ محنت پہ ہی سدا
احساں نہ اہلِ زر کا اُٹھاؤں، تو نعت ہو

ہوں اُن کی پیروی میں ہی قول و عمل مرے
یوں سُنتِ حضورؐ نبھاؤں، تو نعت ہو

چھوڑوں نہ بھول کر بھی بزرگوں کا احترام
چھوٹوں کو شفقتوں سے لبھاؤں، تو نعت ہو

اہلِ جہاں کے نقد و نظر سے نہ ڈر سکوں
اُسوہ ترا مثال بناؤں، تو نعت ہو

عاطفؔ میں ریگزارِ جہاں میں خلوص کے
ممکن ہوں جتنے پھول کھلاؤں، تو نعت ہو





عظمت نشین و رحمت و رفعت کشا کہوں
ہستی کو اُن کی نعمتِ ربِّ علا کہوں

اُن سا کہاں ہے کوئی بھری کائنات میں
وہ انتخابِ رب ہیں ، انہیں مجتبیٰ کہوں

اُن کے ظہورِ نور سے ظلمت سمٹ گئی
اُن کو شبِ الست کا بدرالدجا کہوں

وہ رب کے بھی قریب ہیں ، اُمت کے پاس بھی
بندوں میں اور خدا میں حسیں رابطہ کہوں

نجم و قمر بھی اُن کے ہیں دریوزہ گر ، مگر
سورج کو اُن کے نور کا پہلا گدا کہوں

جلوہ نما ہیں جس میں مشیّت کی جھلکیاں
پیکر کو اُن کے ایسا سجل آئنہ کہوں

فکر و شعور سے جو کبھی طے نہ ہو سکا
کردارِ مصطفیؐ کو کڑا مرحلہ کہوں

معراجِ مصطفیؐ تو ہے معراجِ زندگی
کیسے میں اِس سفر کو بس اِک واقعہ کہوں

تسخیرِ کائنات کے عقدہ کُشا کو میں
تخلیقِ کائنات کی وجہِ بجا کہوں

اوقاتِ قطرہ کیا ہے سمندر کے سامنے
شایانِ شان اُن کے کہوں میں ، تو کیا کہوں

ہوتا ہے میرے سامنے قرآں کھلا ہوا
عاطفؔ میں جب بھی نعتِ حبیبِ خدا کہوں





درِ اقدس پہ جانا چاہتا ہوں
کہ میں اب خود کو پانا چاہتا ہوں

مجھے دُنیا نے جی بھر کے رُلایا
مگر اب مسکرانا چاہتا ہوں

زمانے بھر کے مصنوعی تبسّم
ندامت میں بہانا چاہتا ہوں

بکھر جاؤں عقیدت کی فضا میں
یہی معراج پانا چاہتا ہوں

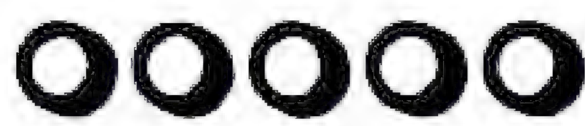
مجھے اپنی طلب کی روشنی دے
اندھیروں کو مٹانا چاہتا ہوں

جو کنگالوں کو کرتی ہے تونگر
وہی خیرات پانا چاہتا ہوں

مجھے شاہوں سے کیا نسبت کہ میں تو
نبیؐ کا آستانہ چاہتا ہوں

مری نسلیں بھی جس کو یاد رکھیں
میں وہ احساں اٹھانا چاہتا ہوں

یہی خواہش، یہی حسرت ہے عاطفؔ
میں اُن کا کہلوانا چاہتا ہوں





کشورِ زیست کے سلطان ، مدینے والے
رونقِ محفلِ امکان ، مدینے والے

محفلِ عرش میں بھی ذکرِ مبارک تیرا
فرش بھی تیرا ثنا خواں ، مدینے والے

میرے اجداد ، مری آل ، مری جان ، سبھی
ہیں ترے نام پہ قربان ، مدینے والے

صبح کی اوس ، شفق شام کی ، غنچوں کی چٹک
ہے سراسر ترا فیضان ، مدینے والے

جب ترا نام دُعاؤں میں کیا ہے شامل
کارِ مشکل ہُوا آسان ، مدینے والے

اب رہا جاتا نہیں دُور تمہارے در سے
کیجیے اِس درد کا درمان ، مدینے والے

جی رہے ہیں تری رحمت تری شفقت کے طفیل
یہ ترے سوختہ سامان ، مدینے والے

التجاؐ بھی ہے ، تمنّا بھی ہے ، روزِ محشر
آپؐ سے ہو مری پہچان ، مدینے والے

مجھ سے عاجز سے تری شان بیاں ہو کیسے
کہاں عاطِف کہاں قرآن ، مدینے والے





نعت گوئی سے مجھے گرچہ بہت رغبت رہی
زندگی بھر نعت کہنے کی مگر حسرت رہی

اُن کی چوکھٹ پر تصوّر میں گزاری ایک شام
گفتگو شب بھر ملائک میں ، مری بابت رہی

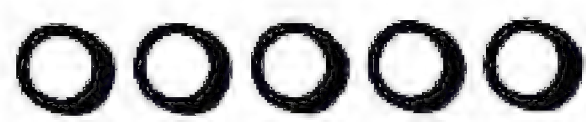
آپؐ سے بڑھ کر دیا کس نے محبت کو فروغ
رنج کے بدلے دُعائیں ، آپؐ کی عادت رہی

آپؐ کے ایثار و صبر و ضبط سے پا کر جِلا
مجھ کو عُسرت میں بھی حاصل بے کراں ثروت رہی

مجھ سے عاصی پر کرم فرمائیوں کی حد نہیں
اور اِس پر اِک زمانے کو بڑی حیرت رہی

خاک زادوں پر عیاں کیسے ہو عظمت آپؐ کی
آپؐ کے قدموں تلے تو عرش کی وسعت رہی

اِک سے اِک بڑھ کر کِھلے، عاطِفؔ ثنا خوانی کے پھول
پر کسے شانِ نبیؐ سے کچھ ذرا نسبت رہی



سلامِ عقیدت



وہ جس نے گداؤں کو بخشی سخا
وہ جس نے غلاموں کو رُتبہ دیا
وہ جس سے یتیموں کو شفقت ملی
وہ جس نے فقیروں کو بخشی غنا

کروڑوں سلامِ محبت اُسے
کروڑوں سلامِ عقیدت اُسے

ہوے عُقدے حل جس کے افکار سے
مِٹے مسئلے جس کے کردار سے
عداوت ہوئی ختم جس کے طفیل
محبت بڑھی جس کی گفتار سے

کروڑوں سلامِ محبت اُسے
کروڑوں سلامِ عقیدت اُسے

جسے زندگی کا قرینہ کہیں
جسے علم و فن کا مدینہ کہیں
خلیجِ تمنا کی ہر موج میں
اُمیدوں کا جس کو سفینہ کہیں

کروڑوں سلامِ محبت اُسے
کروڑوں سلامِ عقیدت اُسے

ملی انبیاؑ کی امامت جسے
ہے زیبا سبھی کی قیادت جسے
نبوّت کا جس پر ہُوا اختتام
ملی ہے مکمل شریعت جسے

کروڑوں سلامِ محبت اُسے
کروڑوں سلامِ عقیدت اُسے

وہ ، ساتھی ہُوے جس کے رشکِ قمر
مخالف کیے ، جس نے شِیر و شکر
جو دشنام پر بھی دُعا گو رہا
خطاؤں سے کرتا رہا در گزر

کروڑوں سلامِ محبت اُسے
کروڑوں سلامِ عقیدت اُسے

وہ ، جس نے نظامِ اخوّت دیا
قبائل کو درسِ محبت دیا
وہ ، جس نے ستم پروروں کو سدا
پیامِ وفا و مروّت دیا

کروڑوں سلامِ محبت اُسے
کروڑوں سلامِ عقیدت اُسے

جو اپنوں کے ہاتھوں ستایا گیا
جو ہو کر وطن سے پرایا گیا
کبھی رزم میں اور کبھی بزم میں
جسے ہر جگہ آزمایا گیا

کروڑوں سلامِ محبت اُسے
کروڑوں سلامِ عقیدت اُسے

جسے خوف کوئی ڈرا نہ سکا
جسے لوبھ ، حق سے ہٹا نہ سکا
جسے رنج و غم ، خم نہیں کر سکے
جسے دبدبا بھی دبا نہ سکا

کروڑوں سلامِ عقیدت اُسے
کروڑوں سلامِ عقیدت اُسے

وہ، تکذیب نے جس سے مانگی پناہ
جو توحید کا سب سے افضل گواہ
وہ، رفعت نہ جس کی بیاں ہو سکے
وہ، جس کی نہ پائی کسی نے اتھاہ

کروڑوں سلامِ محبت اُسے
کروڑوں سلامِ عقیدت اُسے

جو انسانیت کا ہوا سائباں
جو حقانیت کا بنا نردباں
وہ، جس نے دیا بندگی کو فروغ
وہ، دی جس نے ہر بے اماں کو اماں

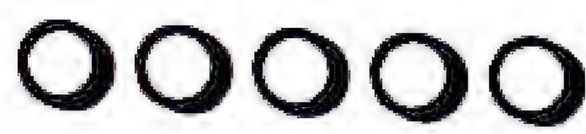
کروڑوں سلامِ محبت اُسے
کروڑوں سلامِ عقیدت اُسے

وہ، جس کا بصائر میں ڈیرا ہوا
وہ، سینوں میں جس کا بسیرا ہوا
جہاں کی جہالت بھری رات میں
وہ، آمد سے جس کی سویرا ہوا

کروڑوں سلامِ محبت اُسے
کروڑوں سلامِ عقیدت اُسے

مساوات کا جو ہُوا ترجماں
رہا زیرِ دستوں پہ جو مہرباں
عیاں ہو کے بھی جو رہا ہے نہاں
نہاں رہ کے بھی جو ہُوا ہے عیاں
کروڑوں سلامِ محبت اُسے
کروڑوں سلامِ عقیدت اُسے

وہ ، جس کے کرم کو دوامی کہیں
وہ ، جس کے بیاں کو تمامی کہیں
وہ، جس کے سبب حُسن کے میلے لگے
جسے زندگی کی سلامی کہیں
کروڑوں سلامِ محبت اُسے
کروڑوں سلامِ عقیدت اُسے



قابلِ عزّت و تکریم ہیں اصحابؓ ترے
لائقِ فخر و ستائش ہے گھرانا تیرا

بابِ منقبت

نذرِ صدیق اکبرؓ



اُدھر ابتدائے عطا ، اللہ اللہ
اِدھر انتہائے وفا ، اللہ اللہ

ذرا بھی نہ سوچا اور ایمان لایا
یہ عظمت یہ رُتبہ ترا ، اللہ اللہ

وہ ہجرت کے لمحے وہ اِک ثور کی شب
کہے جس پہ غارِ حرا ، اللہ اللہ

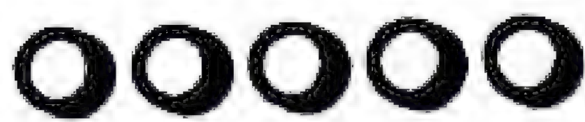
نبیؐ نے کہا تجھ کو ، صدیقِ اکبرؓ
یہ اِعزاز تجھ کو ملا ، اللہ اللہ

رہِ حق پہ وارا تھا سارا اثاثہ
تو ہے باؔیقیں باوفا ، اللہ اللہ

ہے قرآں بھی تیری صداقت پہ شاہد
ترا اِس قدر مرتبہ ، اللہ اللہ

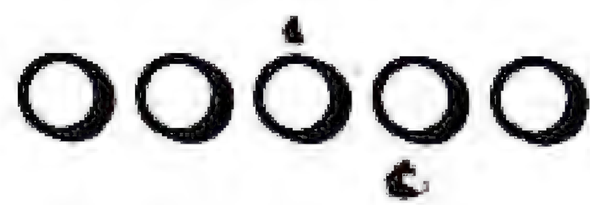
پسِ خاک بھی ساتھ چُھوٹا نہیں ہے
رفاقت کی ہے اِنتہا ، اللہ اللہ

شرف حاضری کا ملے مجھ کو عاطفؔ
کہاں میں کہاں یہ دُعا ، اللہ اللہ





ڈھاتے تھے جب حضورؐ پر اہلِ وطن ، ستم
اُس وقت اُن کا مونس و غم خوار کون تھا
مشکل ترین وقت میں بھی دوستو کہو
صدق و وفا کا منفرد شہکار کون تھا



خوشنودیِ خدا کے لیے جنگِ بدر میں
اپنے پسر سے بر سرِ پیکار کون تھا
اور غزوۂ تبوک میں حکمِ رسولؐ پر
جس نے دیا اثاثۂ گھر بار کون تھا



نذرِ عمرِ فاروقؓ



تیرے ہوتے ہوئے اُمت رہی اِک جان، عمرؓ
تجھ پہ اللہ کا تھا خاص یہ احسان، عمرؓ

تجھ کو مانگا تھا دُعاؤں میں مِرے آقاؐ نے
اس حوالے سے ہے بے مثل تری شان، عمرؓ

'سنتِ آقاؐ میں چوما ہے تجھے، اے اسود'
یہ تری بات ہے اِک مصحفِ ایقان، عمرؓ

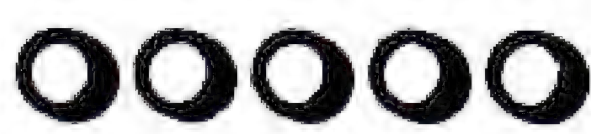
حق پرستوں کے لیے مثلِ صبا اور گلاب
بزمِ باطل کے لیے صرصر و برہان ، عمرؓ

تھا سواری پہ غلام اور ترے ہاتھ میں باگ
تجھ سا دیکھا نہ کوئی صاحب فرمان، عمرؓ

پھر سے غیروں کے تسلط میں ہے بیت المقدس
پر کہاں آج کوئی تجھ سا نگہبان ، عمرؓ

فیصلہ جس نے محمدؐ کا نہ مانا ، اُس کو
تیغ تیری نے کیا موت کا مہمان ، عمرؓ

کیوں نہ عاطفؔ کے لیے ہو ترا کردار، مثال
مشعلِ راہ رہا ہے ترا، قرآن ، عمرؓ



نذرِ عثمانِ غنیؓ



وقفِ اسلام رہی تیری سخاوت ، عثمانؓ
آج تک ہے تری ممنون یہ اُمت ، عثمانؓ

تیری عظمت ، کہ ملا مرتبہ ذوالنوّرین
پیکرِ شرم و حیا ، تیری فضیلت ، عثمانؓ

میرے آقاؐ نے ترے نام پہ بیعت لی تھی
اللہ اللہ تری خوبیِ قسمت ، عثمانؓ

آنکھ کے ساتھ ہُوا کرتا ہے دل بھی پُرنم
پڑھتا ہوں جب تری مظلوم شہادت ، عثمانؓ

وحدتِ اُمتِ مُسلم ہوئی ، پارہ پارہ
کتنی بھاری ہے ترے خون کی قیمت ، عثمانؓ

رُوبرو کیسے نبیؐ کے سرِ محشر ہوگا
ہو تری ذات سے جس کو بھی عداوت ، عثمانؓ

محترم یوں بھی ہے عاطفؔ کے لیے نام ترا
میرے آقاؐ کو رہی تجھ سے محبت ، عثمانؓ

○○○○○

نذرِ علی المرتضیؓ



علیؓ کا چلن ہے نصابِ مقدس
علیؓ کی محبت ثوابِ مقدس

کہا خود نبیؐ نے میں ہوں علم کا شہر
علیؓ مرتضیٰ میرا بابِ مقدس

اُن آنکھوں سے کم تر، مہ و مہر، جن پر
نبیؐ نے لگایا لعابِ مقدس

شجاعت اگر ایک دیوان ٹھہرے
علیؓ اُس کا ہو انتسابِ مقدس

خلافت کے خیمے کو تھاما ہے جس نے
ہے طرزِ علیؓ وہ طنابِ مقدس

اَبد تک نہ جس کو گہن لگ سکے گا
علیؓ تو ہے وہ ماہتابِ مقدس

مفکّر اگر غور سے دیکھیں عاطِفؔ
ہے ذاتِ علیؓ ، انقلابِ مقدس



آخر شہیدِ عشق ہی پاتے ہیں زندگی
یہ راز کربلا سے ہویدا ہے دوستو!

بابِ شہادت

نیازِ حسینؓ



پھر وہی ماہِ محرّم ، پھر وہی افسردہ من
پھر وہی شامِ غریباں ، پھر وہی رنج و محن

پاؤں کی ٹھوکر پہ شاہی رکھ کے اے ابنِ علیؓ
تُو نے اپنایا تھا بالکل اپنے ناناؐ کا چلن

جبر کے آگے رہے سینہ سپر ، حق گو ، سدا
کس نے باندھا ہے مگر، تیری طرح سر پہ کفن

کیوں نہ لڑتا، تین دن کا بھوکا پیاسا بھی حسینؓ
ہیبتیں میراث اُس کی، جراتیں اُس کا چلن

ذات سے تیری درخشاں حق پرستی کا شعور
عزم سے تیرے فروزاں حریّت کی انجمن

کون سے بابا نے پھر پایا ہے ایسا خوبرو
کون سی ماں نے جنا پھر ایسا کوئی سیم تن

ہے بس اندازِ عقیدت، ورنہ تیری شان میں
کیا میرا طرزِ تکلم، کیا مرا رنگِ سخن



نیازِ حسینؓ



اُس پر رسولِ پاکؐ کا سایہ ہے دوستو
جو دل غمِ حسینؓ میں روتا ہے دوستو

غیروں کے ظلم عام ہیں لیکن وہ کربلا
اپنوں کی بے وفائی کا قِصہ ہے دوستو

نوکِ سناں پہ دی ہے گواہی حسینؓ نے
اسلام سر بلند ہے ، سچا ہے دوستو

آخر شہید عشق ہی پاتے ہیں زندگی
یہ راز کربلا سے ہویدا ہے دوستو

خود ساختہ خداؤں کو سجدہ نہ کیجئے
خونِ حسینؓ آج بھی کہتا ہے دوستو



نیازِ حسینؓ



ہر سمت سے رواں ہے صدا 'یا حسینؓ' کی
ہر سمت چھا رہی ہے گھٹا 'یا حسینؓ' کی

دامانِ چشم کرتی ہے نم یہ نوائے غم
سینوں کو چیرتی ہے صدا 'یا حسینؓ' کی

ہم کربلائے عصر کے محبس میں قید ہیں
اے کاش ، ہو نصیب صبا 'یا حسینؓ' کی

پاتا ہے وہ امان ہر اک رنج و خوف سے
لیتا ہے جو بھی سر پہ رِدا 'یا حسینؓ' کی

ہر گز نہ ہو اذانِ 'علی المدد' میں دیر
ہر گز نہ ہو نماز قضا 'یا حسینؓ' کی

عاطِفؔ میں صِدق دل سے ہوں حنفی ، مگر مجھے
ہر طور ہے پسند ادا 'یا حسینؓ' کی



شہدائے کربلا کی نذر



یونہی سکوت کب تھا ، خیموں کی انجمن میں
تھا جذبۂ شہادت ، سجدوں کی انجمن میں

لب پر نہ عذر لائے ، جانا ہو جس کو جائے
کہہ کر دِیے بجھائے ، اپنوں کی انجمن میں

وہ رات جانے کیسے پہنچی تھی انتہا کو
اشکوں کی مشعلیں تھیں ، پلکوں کی انجمن میں

گرچہ تھے خود بھی پیاسے ، دیتے رہے دلاسے
کوثر رواں ہے جن کے ، قدموں کی انجمن میں

اِک جبر پستیوں کی جانب لُڑھک رہا تھا
اِک صبر سُرخرو تھا ، جذبوں کی انجمن میں

وقتِ زوال تھا وہ ، وقتِ ملال تھا وہ
تیغِ ستم تھی عریاں ، پھولوں کی انجمن میں

ایسی کوئی بہن ہی زینبؓ کا درد لکھے
چھلنی ہو جس کا بھائی ، تیروں کی انجمن میں

کیسے جلے تھے خیمے ، کیسے چھنیں ردائیں
سوچیں تو غم ہی غم ہیں ، روحوں کی انجمن میں

وہ ساعتیں ابھی تک مغموم کر رہی ہیں
تھے بین اور ماتم ، زخموں کی انجمن میں

کب چاند ہنس رہا تھا ، صحرا میں دھنس رہا تھا
تارے بھی رو رہے تھے ، لاشوں کی انجمن میں

تاریخِ غم ابھی تک اُسی موڑ پر کھڑی ہے
صدیاں رُکی ہوئی ہیں ، لمحوں کی انجمن میں

گالی بنے ہوئے ہیں ، گالی بنے رہیں گے
بد عہد اہلِ کوفہ ، وعدوں کی انجمن میں

وہ تمکنت تو کب کی مٹی میں مل چکی ہے
وہ عاجزی ہے روشن ، تاروں کی انجمن میں

وہ دسترس تو کب کی ، بے دست و پا ہوئی ہے
وہ بے بسی ہے محکم ، عزموں کی انجمن میں

وہ تاج و تخت والے بے نام ہو چکے ہیں
وہ بے اماں ہیں زندہ ، ناموں کی انجمن میں

اِک سجدۂ حسینؓ ، عاطفؔ ہمیں ابد تک
ممتاز کر رکھے گا قوموں کی انجمن میں

آلِ نبیؐ کی چاہت ، رکھے سدا سلامت
عاطفؔ کی شاعری کو ، شعروں کی انجمن میں



فتح صداقت کا حوالہ

یہ دشتِ نینوا ہے

....

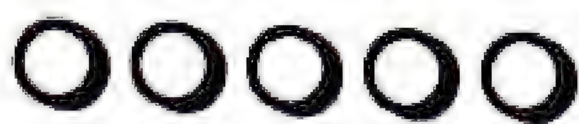
اِس جگہ دریا کی لہریں
اپنے کچھ تشنہ لبوں کی تشنگی پر بَین کرتی ہیں
یہاں ہر پھول اپنی پتیوں میں
حلقِ طفلِ شش مہی میں کھبنے والے تیر کی ظالم چبھن محسوس کرتا ہے
یہاں کھلتی ہوئی کلیاں
بُن ہائے گوش کی ویرانیوں پر
اور طمانچے سہنے والے عارضوں کی سنسناہٹ پر تڑپتی ہیں

یہاں جو اوس پڑتی ہے
شبِ عاشور کے پچھلے پہر کو یاد کرتی ہے
یہاں بادل
چھدے مشکیزے کے مانند روتے ہیں
ہوائیں اِس جگہ آ کر
کسی بازو بریدہ کی وفاؤں کا علَم لہراتی پھرتی ہیں
یہاں کی صبحیں

ماتم دار ہیں اُن خوش جبینوں کی
جنھیں روئیدگی کی عمر میں روندا گیا تھا، تپتے صحرا میں
یہاں ہر دن کا سورج، عصر کے لمحات میں
بسمل سواری کے سوارِ تن دریدہ کے مقدّس خوں کے چھینٹے دیکھتا ہے
تھرتھراتا ہے

یہاں شامیں
برہنہ سر برہنہ پا عفیفاؤں کے غم میں ڈوب کر نوحے سناتی ہیں
یہاں راتیں
کئی آتش زدہ خیموں کے دودِ دردِ سے دُھملائی رہتی ہیں

یہی دشتِ بلا، عاشور لمحوں میں، سخی گھر کے
نہتے بے اماں معصوم پیاسے صابروں کے خون سے سیراب ہو کر
تیرگی سے لڑنے والے
سب نہتوں زیردستوں، بے امانوں کے مقاصد کا اُجالا بن چکا ہے
یہیں سارے شقی القلب بدعہدوں
غرور و نازِ لشکر رکھنے والے
جابروں کا نام مٹی کا نوالہ بن چکا ہے
یہ دشت نینوا
فتحِ صداقت کا حوالہ بن چکا ہے۔!



الحمدللہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ
رحمتہ للعلمین وعلیٰ الہ واصحابہ اجمعین

اخلاق عاطفؔ کی دیگر کاوشیں

☆ **گلِ عقیدت** 1980ء

(سرگودھا شہر کے شعراء کا اردو پنجابی نعتیہ انتخاب)

☆ **رھبرِ کامل** 1983ء

(سیرت النبیؐ پر اردو مضامین کا انتخاب)

☆ **جانِ رحمت** 1985ء

(ضلع سرگودھا کی نعتیہ تاریخ / اردو، عربی، پنجابی، فارسی انتخاب)

☆ **قریہ قریہ خوشبو** 1992ء

(اردو مجموعۂ نعت)

☆ **ساویاں ونگاں** 1994ء

(پنجابی شعری مجموعہ)

☆ **آئنے ترستے ھیں** 1999ء

(اردو شعری مجموعہ)

☆ **سیرت دا چانن** 2003ء

(سیرت النبیؐ پر پنجابی مضامین)

☆ **گیتاں دی گونج** 2007ء

(1947ء تا 2006ء کے پنجابی گیتوں کا سماجی، ثقافتی ادبی جائزہ)

رابطہ ☆ سٹریٹ 6 نیو کوٹ فرید سرگودھا 0302-3303463

نعت کا پُر نور تسلسل حسان وکعب رضی اللہ عنہم، بوصیری وسعدی وجامی رحمۃ اللہ علیہ سے چل کر آج کے شعرا تک جاری ہے۔ اس مبارک تسلسل کی نورانی شمع آج اخلاق عاطف کے سامنے ہے۔

اخلاق عاطف کی شخصیت سوزِ دروں اور سخت کوشی کے امتزاج سے عبارت ہے۔ وہ اپنے قلم سے جو نقشِ سنوارتا ہے اِس کے حُسن سے کہیں زیادہ حُسن اُس کے دل میں پھر بچ رہتا ہے جس کا مزید اظہار وہ اپنے شعر میں کرتا ہے، لیکن اس اظہار کو بھی اظہارِ ناتمام ہی پاتا ہے۔

زندگی کے المیوں اور سنگین حقائق کی کڑی دھوپ میں چلتے چلتے جب عاطف کا دل اور اس کے پاؤں یکساں طور پر فگار ہو جاتے ہیں تو یکایک ایک اَبر اُس کے سر پر چھا جاتا ہے، جس کے زندگی بخش سائے میں وہ سفرِ زیست کی ساری کلفتیں بھول جاتا ہے۔ یہ ابر عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُس جاودانی جذبے سے عبارت ہے، جو دنیا کے دکھوں کی سم آلود فضا میں تریاق کی حیثیت رکھتا ہے۔

عاطف نے غزل بھی کہی ہے اور نظم بھی لیکن اُس کے دل کی جیسی تشفی نعت گوئی میں ہوتی ہے کسی اور صنفِ سخن میں نہیں ہوتی۔ اس مُبارک راہ پر چلتے ہوئے اُسے زندگی کے گھور اندھیرے میں اُس بے داغ اُجالے کی چمک نظر آتی ہے جو درد کے گہرے سمندر میں ایک جزیرے کی حیثیت رکھتا ہے۔ عاطف کو اپنے جذبِ دروں پر کامل اعتماد ہے اور کیا بعید کہ یہ جذب اُسے کسی دن ایسی سعادتوں سے بہرہ مند کر دے، جن کی تمنا اہل دل کے دل میں مدام چٹکیاں لیتی رہتی ہے۔

عین ممکن ہے بشارت ہو کسی کو خواب میں
نعت عاطف کو امیرِ کارواں تک لے گئی

ڈاکٹر خورشید رضوی

المدینہ دارالاشاعت
یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ 38 اُردو بازار لاہور
042-7320682 ,7312801